بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایہہ دھرتی نہ ہوندی نہ اسمان ہندا — جے پیدا نہ عرشاں دا مہمان ہندا

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعلیم و تربیت کا حسین گلدستہ

تالیف
خادم دین اسلام
منیر احمد یوسفی
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "بینات دار السنۃ" لاہور

ناشر
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III محمد پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''عید میلاد النبی ﷺ''
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
		مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور
کمپوزر	:	محمد عثمان علی یوسفی، محمد عظیم یوسفی
کمپوزنگ سینٹر	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر چائنہ سکیم لاہور
		فون: 042-36880027-28
پروف ریڈرز	:	مفتی مولانا علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی،
		علامہ مولانا محمد شفقت یوسفی
گیارھویں بار	:	۲۰۰۰
سن اشاعت	:	ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۳ بمطابق جنوری ۲۰۱۲
ہدیہ	:	۱۰۰ روپے
ناشرین	:	حاجی صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
		مفتی حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی
		صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمری

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۔	حمد باری تعالیٰ۔	۴
۲۔	اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے۔	۵
۳۔	وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں۔	۶
۴۔	غرض وغایت۔	۷
۵۔	عید میلاد النبی ﷺ۔	۸
۶۔	ابولہب کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔	۱۶
۷۔	میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں کھانا پکانا۔	۲۷
۸۔	اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے۔	۴۴
۹۔	حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت	۶۵
۱۰۔	بارہ ربیع الاول شریف ہی تاریخ ولادت ہے۔	۷۳
۱۱۔	وفات النبی ﷺ۔	۷۵
۱۲۔	وصال پاک کے بارے میں مختلف روایات۔	۷۶
۱۳۔	وفات اور مرض وفات۔	۷۹
۱۴۔	جن کے شوہر مر جائیں اُن کی عدت۔	۸۳
۱۵۔	اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ.	۸۴
۱۶۔	سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت۔	۸۵
۱۷۔	انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت، وفات اور قیامت کے دن سلام۔	۸۵
۱۸۔	انبیاء کرام علیہم السلام کے وصال کے دن کیا کرنا چاہیے؟	۸۶
۱۹۔	انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کی خوشخبری کا بیان۔	۸۶
۲۰۔	میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں کھانا پکانا۔	۸۷
۲۱۔	ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا۔	۹۰
۲۲۔	آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر شیطان لعین رویا۔	۹۰
۲۳۔	میلاد النبی ﷺ کے پروگراموں سے ناراض حضرات بتائیں۔	۹۱

حمدِ باری تعالیٰ

ازقلم: حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

قرار آتا خدا(ﷻ) کی یاد سے ہے بے قراروں کو
سکوں دیتا ہے ذکرِ حق تعالیٰ دلفگاروں کو
اگر مرضی خدا(ﷻ) کی ہو تو شاہ کر دے فقیروں کو
اگر چاہے [۲] گدا کر دے جہاں کے تاجداروں کو
بنایا [۳] ہے اسی نے آسمانوں چاند سورج کو
اسی نے نور بخشا ہے درخشندہ ستاروں کو
اسی کے قبضۂ قدرت [۴] میں ہے کونین کی ہر شے
وہی ہے بھیجتا بعد از خزاں رنگین بہاروں کو
اسی کی حمد میں ہر چیز [۵] ہے مصروف عالم [۶] کی
گلوں سے بخش دی زینت ہے اس نے لالہ زاروں کو
اسی کے در کے محتاج سارے انبیاء و مرسل
ملے انوار اُس کے نور [۷] سے سب نور پاروں کو
اگرچہ ہے خدا(ﷻ) سب صورتوں [۸] سے پاک اے یوسف
مگر اُس کے سمجھتا ہوں محمد(ﷺ) کے نظاروں [۹] کو

---

۱ الرعد:۲۸۔ ۲ آل عمران:۲۶۔ ۳ الانعام:۱۰۲،الروم:۲۲۔ ۴ البقرۃ:۲۰، آل عمران:۲۶، المائدۃ:۱۷،الانعام:۱۷،الانفال:۴۱،التوبۃ:۳۹،ھود:۴۔ ۵ بنی اسرائیل:۴۴۔ ۶ الجمعۃ:۱،التغابن:۱۔ ۷ النور:۳۵،الزمر:۶۹۔ ۸ الشعرآء:۱۱۔ ۹ تفسیر معالم جلد۵ص۶۴،تفسیر محمدی جلد۴ص۳۰۱،تفسیر خازن جلد۵ص۶۵۔

اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے

ازقلم: امینِ علم لدنی حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

کملی والے حبیبِ خدا(ﷺ) [1] ہیں اُن کا کوئی بھی ثانی [2] نہیں ہے
وہ تو کیا اُن میں جو بھی فنا ہے ، واللہ زندہ [3] ہے فانی نہیں ہے
یہ عطا ہے میرے مصطفےٰ(ﷺ) کی مجھ کو غم کی ملی ہے وہ دولت
اشک میرے رواں جس طرح ہیں بحر میں وہ روانی نہیں ہے
مصطفےٰ(ﷺ) پہ میں قربان جاؤں جن کا رُخ ہے سراجاً [4] منیرا
خوب ہے چاند لیکن نبی(ﷺ) سی اس کی روشن پیشانی [5] نہیں ہے
حق نے کی ابتداء روزِ اوّل [6] تا ابد ذکر جاری ہے اُن کا
مختتم ہو سکے جو کبھی بھی مصطفےٰ(ﷺ) کی کہانی نہیں ہے
حق نے حاکم [7] بنایا نبی(ﷺ) کو دو جہاں کی دی اُن کو حکومت
وہ جگہ [8] دو بتا جس جگہ پہ آقا(ﷺ) کی حکمرانی نہیں ہے
غیب اُن کو خدا(ﷻ) نے دیا ہے بخل [9] کرتے نہیں ہیں محمد(ﷺ)
معترض یہ خدا(ﷻ) کی عطا ہے ذاتی یہ غیب دانی نہیں ہے
مر مٹے عصمتِ مصطفےٰ(ﷺ) پہ اس کو کہتے ہیں ایمانی دولت
بغض دل میں ہو اپنے نبی(ﷺ) سے مومنوں کی نشانی نہیں ہے
نعت پڑھتا ہوں جب بھی میں یوسف وجد محفل پہ ہوتا ہے طاری
یہ کرم ہے میرے مصطفےٰ(ﷺ) کا میری جادو بیانی نہیں ہے

---

1 خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۹۳۔۱۹۸۔ 2 مسلم جلد ۱ ص ۲۵۱۔۲۵۳، نسائی جلد ۱ ص ۲۳۵، بیہقی جلد ۷ ص ۶۲، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۱۸۰۔ 3 النحل: ۹۷۔ 4 الاحزاب: ۴۶۔ 5 خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۶۲، مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۱۱۔۱۳، جامع صغیر جلد ۲ ص ۱۰۰، مسلم جلد ۲ ص ۲۵۹، الوفا باحوال المصطفےٰ ابن جوزی مترجم ص ۳۶۰، تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۷۳۔ 6 آل عمران: ۸۱۔ 7 النساء: ۶۵۔ 8 خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۹۳، احیاء العلوم علامہ غزالی ص، نسیم الریاض شرح شفاء۔ 9 التکویر: ۲۴۔ وصیت یار شاہ، علم پنہاں نقل کندہ

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں

ازقلم: امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کئے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن
مال راہ مار پھیرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی
گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

غرض وغایت

اس کتاب کے لکھنے کی غرض وغایت ''ضد برائے ضد اور کج بحثی'' کو ختم کروانا ہے۔ ہم اُمتی ہیں ہمیں اپنے نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان بیان کرنا ہے اور دُنیا کو بتانا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی کیا کیا برکتیں ہیں۔

لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، عورتوں کو معاشرے کا ذلیل رکن سمجھا جاتا تھا، انسانیت دم توڑ رہی تھی۔ کمزوروں کو غلامی کے طوق میں جکڑا ہوا تھا۔ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور کمزوروں کا کوئی پرسانِ حال نہیں تھا کہ رب ذوالجلال نے نبی کریم ﷺ کو **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** کا تاج پہنا کر بھیجا۔

ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم اُن پیارے رسول کریم ﷺ کے اُمتی ہیں جو سارے نبیوں علیہم السلام کے نبی ﷺ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ﷺ ہیں۔ ہمیں آپ ﷺ کی عظمت وشان کا چرچا کرنا چاہیے۔ وہ چاہے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ہو یا سیرت النبی ﷺ کے نام سے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عید میلاد النبی ﷺ

سوال: عید میلاد النبی ﷺ کے کیا معنی ہیں؟
جواب: اس کے معنی ہیں نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت یا زمانے کی خوشی۔
سوال: سنا ہے اسلام میں دو عیدیں ہیں؟
جواب: اسلام میں شرعاً دو عیدیں ہی ہیں جنہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔
سوال: کیا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ بھی کسی دن کے ساتھ لفظ ''عید'' لگا سکتے ہیں؟
جواب: ہاں شریعتِ اسلامیہ میں اس پر کوئی پابندی نہیں۔
سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی اور دن کو بھی عید کا دن کہتے تھے؟
جواب: جی ہاں!
سوال: کوئی مثال دیں۔
جواب: غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب نے بخاری شریف کی شرح بنام تیسیر الباری کی جلد نمبر ۶ ص نمبر ۱۰۴ پر ایک حدیث شریف لکھی ہے جو اصل کتاب بخاری شریف کی جلد ۲ ص نمبر ۶۶۴ پر موجود ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، یہودی لوگ (مثلاً کعب احبار) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے تم (اپنے قرآن مجید میں) ایک ایسی آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ''عید'' (خوشی کا دن) مقرر کر لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ اُنہوں نے کہا: **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا** ؕ (المائدۃ: ۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں یہ آیتِ مبارکہ کب اتری اور کہاں اتری؟ اور جس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو اس وقت نبی کریم ﷺ کہاں تھے؟ یہ آیتِ مبارکہ عرفہ کے دن نازل ہوئی

اُس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم۔ ہم میدانِ عرفات میں تھے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ کو شک ہے اُس دن جمعہ تھا یا کوئی اور دن۔

اس حدیث کو لکھنے کے بعد وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے، قیس بن سلمہ کی روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا تو اُس دن دوہری عید ہوئی۔ (تیسیر الباری جلد ۶ ص نمبر ۱۰۴ من وعن) دوہری سے مراد ''یوم عرفہ'' اور ''یوم جمعہ'' ہے یعنی جمعۃ المبارک بھی ''عید'' کا دن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح ایک روایت کتبِ احادیث میں موجود ہے کہ اُنہوں نے یہ آیت پڑھی: **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** اخیر تک اُس وقت آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا وہ کہنے لگا اگر یہ آیت ہم پر اُترتی تو ہم اسے (یعنی اُس دن کو) عید بنا لیتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب یہ آیت اُتری اس دن ہماری دو عیدیں تھیں (''یوم عرفہ'' اور ''یوم جمعہ'')۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱ رواہ الترمذی)

سوال: یہودی نے کہا اگر یہ آیتِ مبارکہ ہم پر اُترتی تو ہم اس دن کو ''عید'' بنا لیتے اس کا کیا مقصد تھا؟

جواب: یہودی کا مقصد یہ تھا کہ ہم لوگ اس آیت کے نزول اور اس دن کو جس میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی نہایت خوشی اور نعمت کے شکرانہ کے طور پر ''عید'' بناتے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب کا مقصد کیا تھا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب کا مقصد یہودی کو یہ بات سمجھانا اور باور کروانا تھا کہ تم ایک ''عید'' کی بات کرتے ہو جب یہ آیت نازل ہوئی اُس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ یعنی یوم عرفہ اور جمعۃ المبارک۔ جمعۃ المبارک کو حجۃ الوداع اور حج اکبر کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ (یعنی جمعۃ المبارک کا حج، حج اکبر کہلاتا ہے)۔

سوال: کیا رسول کریم ﷺ نے بھی جمعۃ المبارک کے دن کو ''عید'' کا دن

فرمایا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: کوئی حوالہ مل سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: فرمائیں؟

جواب: حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں سے ایک جمعۃ المبارک میں فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''عید'' بنایا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اُسے لگانے میں کوئی نقصان نہیں۔ مسواک لازم پکڑو''۔ [1]

سوال: اس سلسلہ میں کوئی اور حدیث مبارک بھی کتابوں میں ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: وہ کیا ہے؟

جواب: حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے، جمعۃ المبارک تمام دنوں کا سردار دن ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی بڑا دن ہے۔ [2]

سوال: مکالمہ کی صورت میں دس پندرہ صفحوں پر مشتمل ایک پمفلٹ دیکھنے میں آیا ہے جس کا عنوان رکھا گیا ہے۔ یہ ''تیسری عید'' ۔۔۔۔۔۔؟ اور مؤلف نے اس میں خوب طنز و مزاح کیا ہے۔ اس کے ص نمبر ۲ پر لکھا ہے۔ عیدیں تو دو ہی ہیں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ یہ جو تیسری عید ہے، یہ کیا ہے؟

جواب: جس پمفلٹ کا حوالہ دیا گیا وہ پمفلٹ ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کی لائبریری میں بھی ہے۔ مذکورہ پمفلٹ کے مؤلف نے اسلام میں ''تیسری عید'' ۔ کہاں

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۳، ابن ماجہ ص ۷۸۔ [2] ابن ماجہ ص ۷۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۰۔

سے آئی؟ کا عنوان دے کر خود ہی ''میلادی'' اور ''سلفی'' کا کردار ادا کیا ہے اور ''سلفی'' صاحب کا مقصد صرف اعتراض اور طنز و مزاح ہے۔ اصلاح اور خیر کا پہلو پیش نظر نہیں۔ ''سلفی'' صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عیدیں دو نہیں مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ نے ہر جمعۃ المبارک کو ''عید'' کا دن فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے انہیں تیسری عید کی بجائے سال کے ۵۲ جمعوں کی پریشانی بھی لاحق ہونی چاہیے کہ رسول کریم ﷺ نے جمعۃ المبارک کو بھی ''عید'' کا دن فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے تو مسلمانوں کی ۵۲ عیدیں اور بھی بنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ عنوان کہ ''اسلام میں تیسری عید''۔۔۔ کہاں سے آئی نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ سلفی صاحب کی دین اسلام اور علم حدیث میں علم کی کمی کا ثبوت ہے۔

سوال: کیا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے کے دن کیلئے ''عید'' کا لفظ استعمال کرنے سے قرآن مجید کی کسی آیت یا کسی حدیث مبارکہ یا اسلام کے کسی رکن کی نفی تو نہیں ہوتی؟

جواب: ہرگز نہیں!

سوال: ویسے لفظ ''عید'' کے معنی کیا ہیں؟

جواب: لغت کی کتاب ''المنجد'' میں ''العید'' کے معنی لکھے ہیں۔ ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے اُسے ''عید'' کہتے ہیں۔ مزید لکھا ہے کہتے ہیں عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اُس پر ''عید'' کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید فرقانِ حمید میں ہے:- قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (المائدہ: ۱۱۴) ''اے ہمارے پروردگار ہم پر خوان اُتار کہ وہ دن ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے ''عید'' ہو''۔ اس آیتِ مبارکہ میں ''عید'' سے خوشی اور شادمانی مراد ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان میں ہے۔ ''عید خوشی کا دن کہلاتا ہے''۔ ۳؎

۳؎ مواہب الرحمٰن جلد ۳ ص ۸۳، ۲۱۷۹

تفسیر مظہری میں ہے، ''بعض لوگوں نے کہا عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں آدمی رنج سے خوشی کی طرف لوٹتا ہے''۔ (زیر آیت سورۃ المائدہ)

عبدالماجد دریابادی جن کا تعلق دیو بندی فرقہ سے ہے، لکھتے ہیں۔ (ترجمہ آیت): ''اے اللہ (ﷻ) اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے ایک خوان (طعام) آسمان سے ایسا اُتار دے کہ وہ ہمارے لئے (بھی) ہم سے اگلوں اور پچھلوں کیلئے ایک جشن بن جائے''۔ اس خوشی کو عید کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے۔

اشرف علی تھانوی دیو بندی صاحب نے اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں زیر آیت لکھا ہے۔ ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ)، اے ہمارے پروردگار، ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ مائدہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اوّل (یعنی موجودہ زمانے میں) ہیں اور جو بعد (کے زمانے میں آنے والے ہیں) سب کیلئے ایک خوشی کی بات ہو جائے''۔ (حاضرین کی خوشی تو کھانے سے اور معروضہ (یعنی عرض دُعا) قبول ہونے سے اور بعد والوں کی خوشی سلف پر انعام ہونے سے ہے''۔ یہی معنی مفتی محمد شفیع دیو بندی صاحب نے تفسیر ''معارف القرآن'' جلد ۳ ص ۲۶۷ پر نقل کئے ہیں جبکہ غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری، وحید الزماں اور غلام اللہ خان صاحبان نے ''عید'' کے معنی ''عید'' ہی کئے ہیں۔

سعودی حکومت پاکستانی، ہندوستانی اور اردو بولنے والے حاجیوں کو مترجم قرآن مجید دیتی ہے۔ جس میں ترجمہ محمد جونا گڑھی صاحب (غیر مقلد) کا ہے اور تفسیر صلاح الدین یوسف صاحب کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ ''اے اللہ، اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اوّل ہیں اور جو بعد ہیں، سب کیلئے ایک خوشی کی بات ہو جائے''۔ (ص ۳۳۷)

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ ''جو ہمارے اگلے پچھلوں کیلئے خوشی کا موقع قرار پائے''۔

یاد رہے قرآن مجید و احادیثِ مبارکہ میں اصول و دستور کی باتیں ہیں۔

ہمارے مسائل کا حل قرآن مجید و احادیث مبارکہ اور قرآن مجید و سنت مبارکہ میں ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی خوشی کا واقعہ ہو تو اُس کیلئے لفظ ''عید'' شرعاً، اصطلاحاً اور قرآن مجید و احادیث مبارکہ کی رو سے بولنا یا کہنا کسی لحاظ سے ناجائز نہیں۔

سوال: جو لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو ''عید'' نہیں مانتے کیا وہ رسولِ کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوش نہیں ہیں؟

جواب: یہ تو وہی لوگ بتا سکتے ہیں۔ لیکن حالات یہ بتاتے ہیں اُنھیں اپنے ہاں نرینہ اُولاد ہونے کی بہت خوشی ہوتی ہے۔ شاید لڈو بھی تقسیم کرتے ہوں اور شاید اپنی بیٹی بہو، بیوی کو بیٹے کے پیدا ہونے پر مبارکباد بھی دیتے ہوں۔ یا ہوسکتا ہے اُن کو صدمہ ہوتا ہو یا ہوسکتا ہے جب اُنھیں کوئی بیٹے کی ولادت پر خوش خبری اور مبارک کا پیغام دیتا ہو تو یہ کہتے ہوں کہ مبارک باد اور خوش خبری دینی شرک و بدعت ہے۔ بہرحال یہ وہی لوگ بتا سکتے ہیں۔

سوال: جو لوگ عید میلادُ النبی ﷺ مناتے ہیں یعنی رسولِ کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: اُن لوگوں کے نزدیک تو تمام ''عیدیں'' عید میلادُ النبی ﷺ کا صدقہ ہیں۔ اگر رسولِ کریم ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نہ ''عید الفطر'' ہوتی اور نہ ہی ''عید الاضحٰی'' اور نہ ہی ''جمعۃ المبارک'' کو عید بنایا جاتا۔ عید الفطر اور عید الاضحٰی'' اور ۵۲ ''عیدیں'' یعنی ''جمعۃ المبارک'' کی یہ ۵۲ عیدیں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی ''عید'' کے صدقہ میں ہمیں عطا ہوئی ہیں۔

پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عید کی خوشی کی تفصیل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خشک روٹی کھاتے دیکھا اُس شخص نے عرض کیا آج تو ''عید'' کا دن ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آج اُس کی ''عید'' ہے جس کے

روزے قبول ہوئے اور گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور فرمایا: اَلْیَوْمَ لَنَا عِیْدٌ وَّ غَدًا لَنَا عِیْدٌ وَکُلُّ یَوْمٍ لَا نَعْصِیَ اللّٰہَ فِیْہِ فَھُوَ لَنَا عِیْدٌ [۲] ''ہماری آج بھی عید ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اور جس دن ہم گناہ نہ کریں اس دن بھی ہماری عید ہے''۔

بعض لوگ ضد برائے ضد، جماعتی انا اور مسلکی بندشوں کی بنا پر عید میلاد النبی ﷺ کہنے والوں کے ساتھ انتہائی سوقیانہ انداز میں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو ہر دن کو عید فرماتے ہیں۔ خواہ مخواہ عید میلاد النبی ﷺ سے جلنے کا کیا فائدہ؟ حضور خاتم النبیین ﷺ جن کی مبارک خاکِ پا کا صدقہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر کلمہ گو کو قلبِ سلیم نصیب فرمائے۔

سوال: کیا عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں جلسے جلوس جائز ہیں؟

جواب: جائز ہیں۔ اس لئے کہ ذکر میلاد النبی ﷺ قرآنِ مجید و احادیث مبارکہ سے ثابت ہے بلکہ ذکر میلاد النبی ﷺ وہ ذکر ہے جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی کیا اور اُن کے ذکر کا تذکرہ خود رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا اور رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہی علمائے اہلسنّت و جماعت بیان کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اُس وقت بھی اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک خاتم النبیین ﷺ لکھا ہوا تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں، میں دُعائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میں اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جو

[۲] غنیۃ الطالبین مترجم عربی اردو (۲۰۹ چھاپ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)۔

اُنہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے اُن کیلئے شام کے محل چمک گئے''۔ ۵؎

قرآنِ مجید' فرقان حمید کی سورۃ الصف کی آیت نمبر ۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ** ط مولوی محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے: ''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے (میری قوم) بنی اسرائیل، میں تم سب کی طرف اللہ (تعالیٰ) کا رسول (علیہ السلام) ہوں مجھ سے پہلے اُترنے والی کتاب توراۃ کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول (ﷺ) کی تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں، جن کا نام احمد (ﷺ) ہے''۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مولوی صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں ''عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے بعد آنے والے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی خوش خبری سنائی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَشَارَۃُ عِیْسٰی** یعنی میں اپنے باپ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی دُعا اور (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت کا مصداق ہوں''۔ احمد فاعل سے اگر مبالغے کا صیغہ ہو تو معنی ہوں گے دوسرے تمام لوگوں سے اللہ کی زیادہ حمد کرنے والا اور اگر یہ مفعول سے ہے تو معنی ہوں گے کہ آپ ﷺ کی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے جتنی تعریف آپ ﷺ کی، کی گئی اتنی کسی کی نہیں کی گئی۔ ۶؎

یہی بات ہے جو اِن لوگوں کو سمجھ نہیں آتی ۔ رسول کریم رؤف ورحیم

۵؎ مسند احمد جلد ۴ص ۱۲۷ـ۱۲۸، ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۹۳، ص نمبر ۵۱۲ـ مجمع الزوائد جلد ۸ص ۲۲۲ـ۲۲۳ـ شرح السنۃ جلد ۷ص ۱۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۶۸، جلد ۶ ص ۲۲۵ـ مستدرک حاکم جلد ۲ص ۲۵۳ـ البدایہ والنہایہ جلد ۲ص ۳۲۰ـ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ص ۲۵۳ـ۲۵۲ـ ۶؎ (فتح القدیر) قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر چھاپ سعودی عرب ص ۱۵۷۳ـ۱۵۷۲ـ

ﷺ کی ولادت کی خوشخبری کا نام ہی ''عید میلاد النبی ﷺ'' ہے۔ غور کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے وعظ میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ والے وعظ کو قرآن مجید میں نازل فرمایا۔

سوال: ایک شخص کہہ رہا تھا کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنا ابولہب کی سنت ہے کہ اُس نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیدائش کے دن اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بات کہنے والا دعوت خیر دینے والا نہیں۔ یقیناً ایسا شخص ذہنی طور پر شرارتی آدمی ہے۔ اُس نے یہ کیوں نہ کہا نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار سُنّت الٰہیہ اور سنّت انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں نہ صرف یہ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے میلادِ پاک کی خوش خبری والی آیت نازل فرمائی ہے بلکہ چند دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوش خبریاں بھی بیان فرمائی ہیں۔

ابولہب کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری کتاب النکاح جلد۲ ص۷۶۴ بَابٌ وَاُمَّھٰتُکُمُ اللَّاتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ یعنی ''رضاعت (دودھ پلانے) کا باب!'' میں واقعہ لکھا ہے۔ حدیث شریف کا ترجمہ وحید الزماں صاحب کی کتاب سے پیش کیا جاتا ہے۔ ''عروہ راوی نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اُس کو آزاد کردیا تھا (جب اُس نے آنحضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی پھر اُس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مرگیا تو اُس کے کسی عزیز (کہتے ہیں یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے) نے اُسے خواب میں بُرے حال میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہے؟ کیسی گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی (پیر کے دن) اس میں مل جاتا

ہے۔ ابولہب نے اُس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور اُنگلی کے بیچ میں ہوتا ہے۔ یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو (آنحضرت ﷺ) کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا"۔ ۷ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ "مترجم کہتا ہے اس خواب سے بعض لوگوں نے مجلس میلاد کے جواز پر دلیل لی ہے کہ جب ابولہب کے سے سخت کافر کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی کرنے میں عذاب کی تخفیف ہوئی تو مومنوں کو تو آپ ﷺ کی ولادت کی محفل اور خوشی کرنے میں ضرور اجر ملے گا"۔ ۸

حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد، خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بری حالت میں مبتلا ہے اُس نے کہا تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ سوائے اس کے کہ پیر کے دن مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ کہا، کیونکہ پیر کے دن نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوش خبری دی تھی۔ اس خوشی میں اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ۹

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّةِ میں لکھتے ہیں۔ "ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابولہب کافر کو جس کی مذمت میں قرآن مجید میں سورت آئی' اُس خوشی کا یہ صلہ ملا۔ جو اُس نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کیا تھا تو اُن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی اُمت ہو کر آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی کرتے ہیں؟ اور آپ ﷺ کی محبت میں جتنا ہوتا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً خدائے کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ وہ اپنے فضل و کرم سے جنت کے باغوں میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور ﷺ کی ولادت

---

۷ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱ مع وغیرہ۔ ۸ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱۔ ۹ فتح الباری جلد ۹ ص ۱۸۰۔ عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۵ تفہیم البخاری جلد ۸ ص ۵۷۔

باسعادت کے مہینے میں محافل (میلاد) کیا کرتے ہیں اور کھانے (شیرینی وغیرہ) پکا کر اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے تحفہ جات تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں پر اس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ سال بھر تک امان پاتے ہیں اور حاجت روائی، مقصود براری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد پاک کے دن کو عید بنایا تاکہ جس کے دل میں روگ اور عناد ہو وہ اس میں اور سخت ہو۔ ۱۰

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں میلاد وولادت کا ذکر کیا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں میلاد، ولادت، اولاد، والد، والدین، والدہ، مولود کا ذکر کیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام مجید کا یہ انتہائی پسندیدہ اور برکتوں اور شادمانیوں والا مضمون ہے۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کے پیدا ہونے سے خوش ہوتا ہے؟

جواب: یقیناً خوش ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے بندے جو اس کی شان الوہیت وربوبیت کی پہچان ہیں۔ ان کے میلاد سے خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ کیسے خوشی کا اظہار فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے خوشی کا اظہار فرماتا ہے، ملاحظہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (والصفات: ۱۰۰) "اے میرے پروردگار مجھے صالح اولاد عطا فرما"۔

تو اللہ عزوجل نے فرمایا: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ (والصفات: ۱۰۱) "اور ہم نے اسے ایک عقل مند لڑکے کی خوشخبری سنائی"۔

سوال: کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر بھی خوشی کا اظہار فرمایا گیا ہے؟

---

۱۰ ما ثبت من السنۃ ص نمبر ۱۰۲۔ ۱۵۵، اردو بمعہ عربی چھاپ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

جواب: جی ہاں!

سوال: کون سے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں چند انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کا ذکر اور ولادت کے ذکر کے ساتھ اپنی شان کے مطابق اظہارِ خوشی بھی فرمایا ہے۔

(۱)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو بیٹے اور پوتے کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔

جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کو تباہ کرنے کیلئے آئے تو پہلے اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس قیام کیا اور بتایا: اِنَّـآ اُرْسِـلْـنَـآ اِلٰی قَوْمِ لُـوْطٍ ۝ؕ (ھود: ۷۰) ''ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ہنس پڑیں تو فرشتوں نے مائی صاحبہ سے کہا (جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم نے فرمایا): فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ (ھود: ۷۱) ''اور ہم نے اُسے (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) کی ولادت کی خوشخبری سنائی (اور یہ بھی خوشخبری سنائی کہ پہلے تیرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوگی پھر (پوتے حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی''۔ حضرت بی بی سارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے ولادت کی خبر سننے کے بعد تعجب کا اظہار کیا کہ میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ میں تو بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی اچنبھے کی بات ہے۔ تو فرشتوں نے جواباً کہا (اے ابراہیم علیہ السلام کی) اہلِ بیت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام پر تعجب کرتی ہو یہ تو تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں''۔ (ھود: ۷۲۔۷۳)

(۲) حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری، مبارک اور بشارت عطا فرمائی۔ (آلِ عمران: ۳۹)

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کی خوشخبری والی آیات روشنی اور ایمان کی تازگی کیلئے ملاحظہ کریں۔

(۳)۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت (آلِ عمران: ۳۹، مریم: ۷)

(۴)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت (آل عمران: ۴۵)

(۵)۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت (الحجر: ۵۳، الصافات: ۱۰۱، الذاریات: ۲۸)

مذکورہ بالا آیات میں خود خالق کائنات نے اپنی طرف سے فرشتوں کے ذریعے محولہ بالا انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر اُن کے والدین کو خوشی کا پیغام عطا فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد شریف بیان فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی (حضرت عمران کی بیوی) سے بات شروع کی۔ اُن کی نذر کو بیان فرمایا پھر بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا ذکر، اُن کی کفالت کا بیان، اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا ظہور، بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت کا ظہور، بے موسم کے پھلوں کا ملنا۔ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عارفانہ گفتگو اور حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کرامت اور قدرت خداوندی کے ظہور کے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے ''اولاد طیبہ'' کی طلب کیلئے دُعا کرنا اور رب ذوالجلال کا ملائکہ کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری، بشارت اور مبارک باد کا پیغام عطا فرمانا نیز پیدائش سے پہلے علم عطا فرمانا، کہ وہ بیٹا ہوگا، اُس کا نام یحییٰ رکھنا اور ہونے والے پیارے بیٹے کی صورت اور سیرت، مستقبل کے کردار اور حالات کو بیان فرمانا یہ سب چیزیں ذکر ولادت میں شامل ہیں۔ (سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۳۵ سے لے کر ۴۱ تک)۔

ایسے ہی حضرت عیسیٰ ابن مریم روح اللہ علیہ السلام کی ولادت شریف کو سورت آل عمران کی آیت نمبر ۴۲ سے لے کر آیت نمبر ۶۰ تک اور سورت مریم کی آیت نمبر ۱۶ سے لے کر آیت نمبر ۳۶ تک ملاحظہ فرمائیں۔

اگر آپ فرقہ پرستی سے بچے ہوئے ہیں تو قرآن مجید میں آپ کو انشاء اللہ

العزیز، انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر ولادت شریف، ماضی، حال اور مستقبل کی خبریں ولادت کے موقع کے واقعات، پیدا ہونے والوں کی شان، اُن کے کمالات اور معجزات اور برکتوں کا ذکر بھی ملے گا نیز جب آپ تعصب سے بچے ہوئے ہوں گے تو پھر آپ کو میلادُ النبی ﷺ اور سیرتُ النبی ﷺ کے عنوانات سے نہ توچڑ ہوگی اور نہ ہی شرک و بدعت کی بو آئے گی بلکہ محبت ہی محبت اور نور ہی نور حاصل ہوگا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اِس قسم کے جھگڑالو اور بے خوف لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے جو بات کرتے وقت سوچتے نہیں کہ ہم اپنی ایک تولے کی زبان سے کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں اور وہ بات واپس آنے کی نہیں ہوتی۔ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوش خبریاں ربِّ ذوالجلال نے قرآنِ مجید میں بیان فرمائی ہیں وہ تمام کی تمام فرشتوں کے ذریعے ہیں اور جب سب انبیاء کرام علیہم السلام کے امام حضرت محمد ﷺ کے میلاد شریف کو بیان کرنے کی باری آئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے میلادُ النبی ﷺ کی بشارت عطا فرمائی۔

سوال: کیا میلادُ النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ یا تقریر کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: کیوں نہیں! بلکہ دھوم دھام سے کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ کی سنّت ہے۔ دیکھو! قرآنِ مجید سب سے بڑی، عظیم اور خوبصورت وعظ کی کتاب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ○ (یونس: ۵۷) ”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت (وعظ کی کتاب) آئی ہے اور دلوں کی صحت، ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت“۔

جو لوگ میلادُ النبی ﷺ اور میلاد کانفرنس کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں یہ سب لوگ یا تو قرآنِ مجید اور تعلیمات اسلامیہ سے بالکل بے خبر ہیں یا فرقہ پرست

اور متعصب ہیں۔ کتنے غم اور دکھ کی بات ہے کہ میلادُ النبی ﷺ کے ذکر کو ناجائز سمجھتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں۔ اُن لوگوں کا یہ عمل صرف اسی بات تک محدود نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھی خلاف ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا میلاد بیان فرماتا ہے اور یہ لوگ ذکر میلاد سے نفرت کرتے ہیں۔

سوال: ''ذکر میلاد'' کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ''ذکر میلاد'' کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے سنّتِ الٰہیہ ادا ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت، وحدانیت اور ازلیت و صمدیت کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال: وہ کس طرح؟

جواب: وہ اس طرح کہ جس کا میلاد بیان ہوتا ہے اس کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ یہ ہستی وہ ہے جس کی ابتداء ہے اور یہ وہ ہستی ہے جو اِلٰـہ نہیں کیونکہ جو اِلٰـہ ہے وہ ازلی ابدی ہے اور لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔

سوال: کیا رسولِ کریم ﷺ کی ولادتِ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر کے اظہار کیلئے میلادُ النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کرنا درست ہے؟

جواب: ہاں! کیوں نہیں! رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادتِ پاک زبردست شکر کا تقاضا کرتی ہے اور شکر کا اظہار ذکر وعمل سے ہونا چاہیے۔ اس کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے ملتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ذکر میلادِ پاک مصطفیٰ ﷺ والی رباعی کتنا روشن ثبوت ہے اور رباعی اپنے ہر حرف سے یہ واضح کرتی ہے کہ اسے رسولِ کریم ﷺ کی موجودگی میں پڑھا گیا تھا۔ اور وہ کیا سماں ہوگا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ خود اپنے میلادِ شریف والی نعت شریف کی سماعت فرما رہے ہوں گے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے رخِ زیبا اور ذاتِ مقدسہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کر رہے ہوں گے۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

نشر الطیب (ص نمبر ۹-۱۰ چھاپ تاج کمپنی لاہور) میں اشرف علی تھانوی صاحب دیو بندی نے لکھا ہے۔ "جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ ﷺ کی مدح کروں (نعت پڑھوں) (چونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مدح خود طاعت ہے اس لئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے منہ مبارک کو سلامت رکھے" تو انہوں نے عربی میں جو نعت شریف پڑھی اُس کے دو اشعار یہ بھی ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَضَآءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ
وَفِی النُّوْرِ سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

"جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کررہے ہیں"۔

سوال: کیا قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر شکرانہ ادا کرنے کا ذکر آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ دو بیٹے (یعنی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام) عطا فرمائے' وہ دونوں نبی علیہما السلام ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شکرانہ بھی ادا کیا اور اللہ تبارک و

تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر بھی کیا اور دعا میں بھی فرمائیں کہ:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ (ابراہیم: ۳۹۔۴۱)

"سب تعریفیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) عطا فرمائے۔ بیشک میرا رب دُعا سننے والا ہے۔ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور میری دُعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا"۔

سوال: کیا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت کے شکرانے کا بھی قرآن مجید میں ذکر آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں۔

رسولِ کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ○ (ابراہیم: ۲۸) "کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نعمت، ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اُتارا"۔ اس میں نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ دیکھیں [1]

اور جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نعمت الٰہیہ ہیں تو دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ (الضحیٰ: ۱۱) "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کا زبان سے،

---

[1] بخاری جلد ۲ ص ۵۶۶۔ فتح الباری جلد ۷ ص ۳۸۵۔۳۸۶۔ عمدۃ القاری جلد ۹ ص ۹۲۔ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۱۔ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۶۸، ۳۷۰۔

عمل سے اور حال سے ذکر کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر انعام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا . . . (آل عمران:۱۶۴)

"بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ اُن میں اُنھیں میں سے ایک رسول بھیجا (ﷺ)"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ کائنات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور بہت بڑی رحمت ہیں۔ فضل و رحمت کے شکرانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ **قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط** . . (یونس:۵۸)

"اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرما دیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کا فضل اور اُسی کی رحمت ہے اور چاہیے کہ اس پر خوشی کریں۔" رسول کریم ﷺ اور قرآنِ مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل اور رحمت ہیں۔ لہذا ربیع الاول شریف میں خصوصی اہتمام کے ساتھ رسولِ کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا اور رمضان المبارک کے مہینے میں نزولِ قرآنِ مجید کا جشن منانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ کتنا عجیب واقعہ ہے کہ بعض لوگ جشن نزولِ قرآن تو مناتے ہیں مگر صاحبِ قرآن، امام المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جن کی برکت سے قرآنِ مجید ملا، اُن کی ولادت پر خوشی کے اظہار پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکرانہ ادا کرتے وقت جن کی ولادت ہو اُس کا بھی ذکر کیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے ہی ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں رسولِ کریم ﷺ نے اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا: **فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ** ۱؎ "میں اس

۱؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۹۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۹۹۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۹۳۔ دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۳۳

دن پیدا ہوا اور اُس دن مجھ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا"۔

سوال: کیا وہ مسلمان جو عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں وہ یوم میلاد النبی ﷺ کا روزہ رکھ سکتے ہیں یا رکھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! روزہ رکھ سکتے ہیں اور بے شمار ایسے لوگ ہیں جو پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں اور اپنے آقا ﷺ کی سنت ادا کرتے ہیں۔

سوال: اکثریت تو روزے نہیں رکھتی؟

جواب: بھائی یہ روزہ فرض تو نہیں، اُمت کیلئے پیر کا روزہ نفلی ہے۔ پھر آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ چاند کی تاریخ کے حساب سے دن بدل بدل کر آتے ہیں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی تاریخ کبھی ہفتہ، کبھی اتوار کو، کبھی منگل، بدھ اور جمعتہ المبارک کو آتی ہے۔ اس دن لوگ روزہ نہیں رکھتے۔ ہاں البتہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف پیر کو آتی ہے تو اکثر لوگ روزہ بھی رکھ لیتے ہیں۔

سوال: کیا عید کو روزہ رکھنا ناجائز نہیں؟

جواب: عزیزم عید میلاد النبی ﷺ وہ عید نہیں جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح ہو۔ یہ "عید" لغوی معنوں میں ہے۔ بمعنی نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کے۔

سوال: کہتے ہیں عید کو شیطان روزہ رکھتا ہے؟

جواب: وہ عید الفطر اور عید الضحیٰ ہے جس کے بارے میں حدیث شریف میں روزہ رکھنے کی ممانعت آتی ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ ایسی "عیدوں" میں سے ایک "عید" ہے۔ جس طرح جمعتہ المبارک کے دن کو "عید" کا دن فرمایا گیا ہے۔ مقام غور ہے رمضان المبارک میں ہر سال چار یا پانچ ایام جمعتہ المبارک آتے ہیں۔ تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ جمعتہ المبارک کا دن عید کا دن ہوتا ہے۔ پھر بھی رمضان المبارک کے سارے ایام جمعتہ المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ جمعتہ المبارک کو روزہ نہ رکھو یہ دن "عید" کا دن ہے اور عید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے بلکہ اس دن مسلمان دوسرے دنوں کے مقابلے میں رمضان

المبارک میں خوب اہتمام کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عید میلادُ النبی ﷺ کے دن کا روزہ ہے۔ جس کے رکھنے پر شرعاً کوئی فتویٰ نہیں۔ جب خود رسولِ کریم ﷺ روزہ رکھا کرتے تھے، تو اعتراض کی کیا بات؟ اور جو روزہ نہ رکھے اُس پر شکوہ بھی نہیں ہوتا۔ ممانعت صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے کی ہے اور عید الاضحیٰ کے دن کے ساتھ ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذی الحجہ کی بھی۔

میلادُ النبی ﷺ کی خوشی میں کھانا پکانا:

سوال: عید میلادُ النبی ﷺ کے دن اکثر لوگ دیگیں پکاتے ہیں اور اس نیاز کو رسولِ کریم ﷺ کی نیاز کا نام دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جو لوگ عید میلادُ النبی ﷺ کے دن دیگیں پکاتے ہیں اور لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن ہمارے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے تو اس خوشی میں یہ اہتمام کرتے ہیں یہ ہر حال میں جائز ہے بلکہ خوب بڑھ چڑھ کر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ عمل پسند ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔ خوشی میں کھانا کھلانا ویسے بھی سنت اور جائز ہے۔ رہا یہ کہنا کہ یہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نیاز ہے تو اس سلسلہ میں گذارش ہے اس نیاز سے مراد ''نذرانہ'' ہے اور نذرانہ وہیں پیش کیا جاتا ہے' جہاں محبت ہوتی ہے۔

سوال: کیا یہ نیاز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے جبکہ دیکھنے میں اور تجربہ میں بات آئی ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ جو دیگیں وغیرہ پکائی جاتی ہیں وہ تو سب کچھ لوگ کھا جاتے ہیں؟

جواب: یہ درست ہے۔ آپ ﷺ تک بطور ہدیہ اور تحفہ پہنچتا ہے۔ اس کی مثال قرآنِ مجید سے لی جاسکتی ہے۔ **لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ**ؕ ... (الحج: ۳۷)۔ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہرگز (قربانی کے جانوروں کا) گوشت اور خون نہیں پہنچتا، ہاں! تمہاری پرہیزگاری اُس تک باریاب ہوتی ہے''۔ سب کچھ تو لوگ کھا جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ

میں دل کا خلوص اور تقویٰ قبول ہوتا ہے۔

ہاں البتہ کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ (ﷻ) نے قلبِ سلیم اور نور ایمان سے مزین فرمایا ہے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ **دُرُّالثَّمِيْنِ فِيْ مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ ﷺ** اُس میں نقل فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱:

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِيْ وَالْعِشْرُوْنَ اَخْبَرَنِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ اَصْنَعُ فِيْ اَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُفْتَحْ لِيْ سَنَةً مِنَ السِّنِيْنِ شَيْءٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حمصا مقليا فَقَسَمْتُهٗ بَيْنَ النَّاسِ فَرَاَيْتُهٗ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحمص مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا ۱۳

''میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی فرمایا کہ میں میلادِ پاک کی خوشی میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے، وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ہشاش بشاش ہیں''۔

واقعہ نمبر ۲:

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف شب اخر برای تہجد برمی خاستند وتا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست و زبان کارمی شد از

۱۳ مترجم ص ۴۰۔ (چھاپہ سنی دارالاشاعت علویہ ڈ چکوٹ روڈ فیصل آباد)۔

جہت مشغولی اوراد و نوافل کو یند کہ و یا شب جمعہ بروح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خواندہ می دمیدند [۱۴]'' اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھنے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

سوال: بعض لوگ عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں کرتے ہیں اور بعض سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے جبکہ سیرت النبی ﷺ کی کانفرنسیں اور جلسے کرنے والے عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: ایسا محض مخالفت برائے مخالفت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔ پہلی بات دیکھنے والی تو یہ ہے کہ میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے جلسہ میں کن کا ذکر ہوتا ہے، جب ذکر، ذکر مصطفی ﷺ ہے تو مخالفت ضد کی بنیاد پر ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہنا' سوائے بے علمی، تعصب، بغض اور فرقہ واریت کے قوم کو کچھ نہیں دے رہا۔ بھلا سوچو تو سہی عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے کرنے والے یہی تو کہتے ہیں۔ جیسا کہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

ایہہ دھرتی نہ ہوندی نہ اسمان ہوندا
جے پیدا نہ عرشاں دا مہمان ہوندا

یعنی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیدا ہوئے ہیں اور جو پیدا ہو وہ الہ

---

[۱۴] اخبار الاخیار ص ۲۲۷ فارسی۔

نہیں ہو سکتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والے تو پکے توحید پرست ہیں اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے داعی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو **لَمْ یَلِدْ** اور **لَمْ یُوْلَدْ** ہے۔

بارہ ربیع الاوّل تے دن پیر دا آیا
سوہنا پاک محمد ﷺ مائی آمنہ جایا

میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں ہر لحاظ سے جائز اور دُرست ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کا عنوان تو احادیث مبارکہ کی کتابوں میں مقرر ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ **بَابُ مَاجَاءَ فِیْ مِیْلَادِ النَّبِیِّ** ﷺ "باب عید میلاد النبی ﷺ کے بیان میں"۔ [۱۵]

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں جلسوں وغیرہ کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا جائز نہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: یہ سب ناجائز گفتگو ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دن اور وقت مقرر کرنا جائز نہیں وہ خود سارے کام دن اور وقت مقرر کر کے کرتے ہیں۔

سوال: کیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد النبی ﷺ یا سیرت النبی ﷺ کے جلسے کیے؟

جواب: جی ہاں! چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے میلاد و پاک اور سیرت کے موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماعات میں خطابات فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپس میں ان موضوعات پر خطاب فرماتے۔

(۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے کچھ سنا تھا تو نبی کریم ﷺ نے منبر (شریف) پر کھڑے ہوئے (لوگوں سے خطاب فرمایا) فرمایا میں کون ہوں؟

---

[۱۵] ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۲۔

لوگوں نے عرض کیا آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں تو پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خطاب فرمایا:-

''میں محمد ﷺ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن میں سے اچھوں میں بنایا پھر اُن اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے اُن میں سے اچھی جماعت میں بنایا پھر اُن اچھوں کے کئی قبیلے کئے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر اُن اچھے قبیلوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں اُن سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں۔'' ۱۶

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ کررہے تھے۔ بیٹھے ہوئے تھے پھر حضور ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ اُن حضرات کے قریب ہوگئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا تو اُن میں سے بعض نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ ایک اور صاحب بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلمہ اور اُس کی روح ہیں ایک اور نے خطاب کیا وہ کہنے لگا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے برگزیدہ کرلیا۔ تب اُن کے پاس رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور خطاب فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا ہے۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں' وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں' وہ واقعی ایسے ہیں مگر خیال رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام انبیاء و رسل علیہم السلام ہوں گے۔ میں فخریہ نہیں کہتا۔

---

۱۶ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۱، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۷۶، درمنثور جلد ۳ ص ۲۹۵۔۱۲۷، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۱۹۳۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۴۰۹، ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۵۔

میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قیامت کے دن مقبول الشفاعت ہوں گا۔ میں فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر اُس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۔ میں فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔ یہ میں فخر یہ نہیں کہتا۔ ۱۷

(۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حسن مصطفیٰ ﷺ پر خطاب فرماتے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ کا سر مبارک اور داڑھی شریف کے اگلے حصہ کے کچھ بال سفید ہو چکے تھے (سرِ انور میں چودہ اور داڑھی شریف میں پانچ بال مبارک سفید تھے) جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتے تھے اور بال مبارک بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتے کہ داڑھی شریف میں بہت بال تھے تو ایک آدمی بولا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا۔ فرمایا: نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گول اور میں نے مہرِ نبوت آپ ﷺ کے کندھے شریف کے پاس دیکھی کبوتری کے انڈے کی طرح تھی جسم اطہر کے ہم رنگ تھی۔ ۱۸

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ چمکدار رنگت والے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ شریف گویا موتی تھا۔ جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے اور میں نے موٹا باریک ریشم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک سے زیادہ نہ چھوا (یعنی آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور نرم تھا) اور نہ مشک وغیرہ کو سونگھا جو حضور ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار تھی (یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو مشک وغیرہ سے بھی پیاری تھی)۔ ۱۹

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے ہیں:

---

۱۷ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۲، درمنثور جلد ۴ ص ۲۳۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۱ (آخری حصہ) دارمی جلد ۱ ص ۲۶۔ ۱۸ مشکوٰۃ، مسلم، شرح السنۃ مختصراً جلد ۷ ص ۱۹۔ ۱۹ مسلم جلد ۲ ص ۲۵۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۸، دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۲۵۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۸۱۶۔ ۱۵۸۲۹۔

"رسول کریم ﷺ نہ تو بہت دراز قد تھے نہ پست قد، بڑے سر انور اور داڑھی شریف والے، موٹی ہتھیلیوں اور موٹے قدم مبارک سرخی پلائے ہوئے موٹے جوڑوں والے دراز بالوں کی ڈوری جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ ﷺ بلندی سے اُتر رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ تو آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا"۔ آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ خم دار تھے۔ آپ ﷺ کے کندھوں مبارک کے درمیان مہر نبوت شریف تھی آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ لوگوں میں سخی دل، سچی بات فرمانے والے، اُن میں نہایت نرم طبیعت والے اور اُن میں بہت اچھے برتاؤ والے۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا تو آپ ﷺ سے ہیبت کرتا جو آپ ﷺ کو گھل مل جاتا تو آپ ﷺ سے محبت کرتا۔ **یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ** ﷺ"۔ ۲۰ "آپ ﷺ کا نعت گو کہتا تھا کہ میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد دیکھا"۔

(۶) اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ "رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ تو بری باتیں کرتے نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ لیکن معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے"۔ ۲۱

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے ہیں۔ "نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔ جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔ غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ دراز گوش پر سوار ہوتے تھے"۔ ۲۲

---

۲۰ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۶ ۔ ۳۲، مسند احمد جلد ۷ ص ۱۱۷ ۔ ۱۱۶ ۔ ۹۶، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۰۲، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۵۵، ترمذی جلد ۲ ص ۲۵۵ ۔ ۲۱ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۳، ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱، مسند احمد جلد ص ۲۳۶ ۔ ۲۳۶ ۔ ۲۲ ترمذی کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۰۱۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۷۸ ۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”رسول کریم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا اور آپ ﷺ اپنا چہرہ مبارک اُس کے چہرہ کی طرف سے نہ پھیرتے تھے جب تک وہ اپنا چہرہ رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک سے نہ پھیرتا اور رسول کریم ﷺ کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ رسول کریم ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں۔“ ۴۳

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ میں کسی میں خطاب میلاد النبی ﷺ ہے اور کسی میں خطاب سیرت النبی ﷺ ہے۔ اِس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے فرقے کی بقا کیلئے فساد نہ پھیلائیں بلکہ دل و جان سے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ سے محبت کرتے ہوئے میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے عنوانات کو حرز جان بنائیں محبت و الفت کے پیغام کو پھیلائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نعت وتوصیف میں رطب اللسان رہیں۔ عظمت و وحدانیت خدا اور تعظیم و شان مصطفیٰ ﷺ کو اصل الاصول اور ایمان کی جان سمجھیں۔ اِسی میں بقا اور اِسی میں فلاح وکامیابی ہے۔

سوال: بعض لوگ عید میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر ڈھول ڈھمکے باجے گاجے اور ناچ گانے میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اُن کے متعلق کیا کہنا چاہئے؟

جواب: یہ لوگ بے علم اور نادان ہیں، علماء کرام کا فرض ہے کہ لوگوں کو بُری باتوں سے روکیں اور اچھی بات کی تعلیم دیں۔ جو لوگ اِس پاکیزہ تہوار میں لغویات میں مبتلا ہیں وہ کسی جماعت کے قائد نہیں ہیں۔ نفس کے تابع ہیں اُن کو دعوتِ خیر اور اصلاح احوال کی تعلیم دینی چاہئے۔

سوال: اگر یہ جلسے جلوس بند کر دیئے جائیں تو کیا بُرائی خود بخود ختم نہیں ہوسکتی؟

جواب: جلسے جلوس بند کرنے کی بجائے بُرائی کو ختم کرنا چاہئے۔ جلسے جلوسوں سے تو تبلیغ دین اور عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کا موقع میسر آتا ہے۔ اگر اِس بات کو

---

۴۳ مشکوٰۃ ص نمبر ۹، شرح السنہ جلد ۷ ص ۳۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۱۶، دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۴۴۔

مان لیا جائے کہ جلسے وغیرہ ختم کر دیئے جائیں تاکہ بُرائی نہ ہو۔ تو پھر یہ طویل فہرست تیار ہو جائے گی۔ مثلاً بعض لوگ وی۔سی آر، ڈش، شراب، جوا، بدکاری وغیرہ پیسے کے بل بوتے پر کرتے ہیں۔ تو چاہئے کہ یہ لوگ کاروبار بند کر دیں پیسہ کمانا چھوڑ دیں ملازمتیں ترک کر دیں تاکہ نہ پیسہ ہو اور نہ مذکورہ بالا برائیاں ہوں۔ کیا ایسا کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ بُرائی کے خلاف جہاد کیا جائے جو علماء کرام میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے موقعوں پر خطابات کرتے ہیں۔ وہ بُرائیوں کے خلاف تقاریر کریں اور اچھی باتوں کی دعوت بھی دیں۔

سوال: کیا عید میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر چراغاں کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے۔

سوال: کیا یہ فضول خرچی نہیں؟

جواب: نہیں۔ فضول خرچی بُرے کاموں میں ہوتی ہے اچھے کاموں میں فضول خرچی نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں نیکی میں فضول خرچی نہیں اور فضول خرچی میں نیکی نہیں۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کر دیا تھا جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کر دیا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے کسی کو بھی فضول نہیں فرمایا تھا۔ کیا خوب ہے؟ جو شخص رسولِ کریم ﷺ کے ذکرِ پاک کیلئے پیسہ خرچ کرے وہ فضول خرچ اور جو اپنی جماعت کی مشہوری کیلئے لاکھوں کی تعداد میں اشتہار چھاپے بڑے بڑے سائن بورڈ اور چلو چلو مرید کے چلو، چلو چلو سیالکوٹ چلو کے لاکھوں بینرز آویزاں کرے وہ نہ تو بدعتی اور نہ ہی فضول خرچ۔ کیا یہی تعلیم اسلام اور عقیدہ توحید ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جن کے دل میں روگ ہے جو شانِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے کے مخالف ہیں۔ اُن کو ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز شرک و بدعت نظر آتی ہے۔ ہدایت نصیبوں سے ملتی ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت' حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرنے میں مبالغہ اور غلو سے کام لیتے ہیں۔ مبالغہ اور غلو کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جو لوگ ایسا کہتے ہیں اُن بے چاروں کو مبالغہ وغلو کا معنی نہیں آتا۔ ''مبالغہ'' عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے، جس کے معانی ہیں زیادہ گوئی، رائی کا پہاڑ بنانا۔ معمولی سی بات کو بہت سی طوالت دے کر بیان کرنا یا کسی کام میں سخت کوشش کرنا۔

''غلو'' یہ بھی عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے، اِس کے معانی ہیں ہجوم، حد سے گزرنا۔ علم معانی کی اِصطلاح میں مبالغہ کی ایک قسم جس کی یہ تعریف ہے کہ متکلم کا مدعا حسب عقل و عادت محال ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے جو کسی کی عقل میں نہیں آسکتی، اُس کی ذات و صفات انسانی عقل سے ماوراء ہے۔ اَنبیاء کرام علیہم السلام، اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت وشان کی پہچان ہوتے ہیں۔ اُن کے کمالات اور معجزات انسانی عقل میں نہیں آسکتے۔ جیسی اُن کی شان ہے، اس کی حقیقت و عظمت کو رب ذوالجلال ہی جانتا ہے۔ جو لوگ اَنبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں، اُن کے سینے نور ایمان سے منور ہوتے تھے اور منور ہیں۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت بلال رضی اللہ عنہم وغیرہم اور اُن کے سچے پیروکار اور جو لوگ اَنبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا انسان سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں، وہ نور ایمان سے خالی رہتے تھے اور خالی رہتے ہیں۔ جیسے ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور شیبہ وغیرہم اور اُن کے گمراہ پیروکار۔

سوال: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ میری شان میں غلو نہ کرنا۔ اس بات کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ اس طرح ہے:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اپنے کانوں سے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ۴۴

"میری مدح میں ایسا مبالغہ نہ کرو، جیسے نصاریٰ (عیسائیوں) نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مدح میں کیا۔ میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ ہوں۔ لیکن تم کہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ)"۔ کیا آپ نے کسی عالم دین سے یہ سنا ہے کہ اُس نے ایسا کہا ہو۔ جس بات سے رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے؟۔ اب تفصیل کے ساتھ مبالغہ اور غلو کا معنی سمجھئے:

تطرو ، بنا ہے **اطراء** سے بمعنی مبالغہ کرنا، جھوٹی تعریف کرنا، حد سے بڑھانا یعنی اللہ یا اللہ کا بیٹا یا اللہ کا حصہ کہنا (نعوذ باللہ)۔

محولہ بالا حدیث شریف میں خاص مبالغہ کی ممانعت ہے یعنی جس قسم کا مبالغہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا "تم میرے بارے میں وہ نہ کرو"۔

"لَا تُطْرُوْنِیْ" "اَلْاِطْرَاءُ مُجَاوَزَۃُ الْحَدِّ فِی الْمَدْحِ وَالْکِذْبُ فِیْہِ، وَذٰلِکَ اَنَّ النَّصَارٰی اَفْرَطُوْا فِیْ مَدْحِ عِیْسٰی وَاِطْرَآئِہٖ بِالْبَاطِلِ وَجَعَلُوْہُ وَلَدًا فَمَنَعَھُمُ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ اَنْ یُّطْرُوْہُ بِالْبَاطِلِ ۴۵

"حد سے بڑھ کر تعریف کرنا اور تعریف کرتے وقت جھوٹی بات کہنا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں افراط سے کام لیتے تھے اور اُن کی جھوٹی تعریف کرتے تھے۔ وہ اُنہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعریف میں باطل انداز اختیار کرنے سے منع فرمایا"۔

اِس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہو مجھے **عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** کے سوا کچھ نہ کہو۔ **لَا تُطْرُوْنِیْ** کا مطلب یہ ہے کہ تم باطل

---

۴۴ بخاری جلد ا ص ۴۹۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۷۵۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹، در منثور جلد ۲ ص ۲۳۹، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۹۸، مشکوٰۃ ص ۴۱۷۔ ۴۵ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹۔

''ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ''خلیل'' ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ سے ''راز کی بات کہنے والے'' ہیں، واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ''روح اور کلمہ'' ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''چن لیا'' اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں (اب آپ ﷺ نے ساری باتیں بیان کرنے کے بعد یہ نہیں کہا کہ میں تو عبد ہوں مجھے عبد ہی کہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ یہ تھیں) مگر خیال رکھو، میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوں اور میں فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں اُٹھائے ہوں گا۔ جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، میں یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا مقبول شفاعت ہوں گا، میں یہ فخر یہ نہیں کہتا، میں ہی پہلا ہوں جو جنت کی زنجیر ہلاؤں گا، تب اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کھولے گا، پھر میں اُس میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ فقراء ایمان والے ہوں گے۔ میں یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلے پچھلے لوگوں میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ ۲۷

''میں تمام رسولوں علیہم السلام کا پیشواء ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں آخری ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

۲۷ مشکوٰۃ ص ۵۱۲، داری جلد ا ص ۲۷، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۸۳۔ ۳۲۰۵۵۔

مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً ۲۸؎

"مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ میں ایک ماہ کے راستہ سے رُعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی ہے کہ میری اُمت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ مجھے بڑی شفاعت دی گئی ہے اور ہر نبی ﷺ خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۲۹؎

"میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں"۔

قوم کا سیّد (سردار) وہ ہے، جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ اُن کی مصیبتیں دفع کرے۔ رسول کریم ﷺ تمام مخلوق کی پناہ اور دافع البلاء ہیں، اس سرداری کا ظہور قیامت کے دن بھی ہوگا اور کوئی اِس کا انکار نہ کر سکے گا۔ دُنیا دیکھ لے گی وہ دن، اُنہی کا دن ہے، سب اُن کی پناہ لیں گے۔ جو لوگ آج اُن سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں' کل وہ بھی اُنہیں سے شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔

؎ آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ آج بھی تمام جہانوں کے لئے پناہ ہیں۔ یہ اُنہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذابِ الٰہی سے بچے ہوئے ہیں۔

۲۸؎ مشکوٰۃ ص ۵۱۲، مسند احمد جلد ۳، ۳۰۴، جلد ۵ ص ۱۴۸۔ ۲۹؎ مشکوٰۃ ص ۵۱۱، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۴۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۵۔

بعض لوگ جہالت کی آگ میں جلتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں غلو پر مبنی قصائد پڑھے جاتے ہیں جس میں رسول کریم ﷺ سے مدد مانگی جاتی ہے اور فریاد کی جاتی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ (وہ ان الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے کہتے کہ) رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو، جیسے نصاریٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھا دیا۔

حالانکہ مضمون بالکل واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "الٰہ" کہا، اللہ کا بیٹا کہا، اور تیسرا اللہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے ایسا نہ کہنا"۔

آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں یہ بات فرمائی "اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ" کہ میں بندہ ہوں، "فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ" یوں کہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ)۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تم خاتم النبیین نہ کہنا، رحمۃ للعالمین نہ کہنا۔ قائد المرسلین نہ کہنا، رؤف الرحیم نہ کہنا، سیّد العرب والعجم ﷺ نہ کہنا۔۔

جو لوگ نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان سننے سے پریشان ہوتے ہیں اُن کے امام نبی کریم ﷺ کے اِرشادِ عظیم کا جو ترجمہ کر سکے وہ اُن کی ایمانی کمزوری اور ذہنی پستی کی غمازی کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

غیر مقلدین کے مولوی وحید الزماں نے لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

"مجھ کو اتنا مت چڑھاؤ (میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، مریم کے بیٹے کو چڑھا دیا میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں۔ یوں کہو اللہ کے بندے اور رسول" (ﷺ)۔

غور کریں وحید الزماں صاحب کو خوفِ خدا نہیں انما انا عبد کا ترجمہ

کرتے ہیں "میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں"۔ کوئی ایسے لوگوں کو پوچھنے والا ہے کہ "اور کچھ نہیں" کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ جب کہ حدیث شریف میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ "اور کچھ نہیں" ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عوام الناس کو گمراہ کر دیا اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ذکر پاک ایک عام انسان کی طرح بیان کر کے آپ ﷺ کی عظمت وشان گھٹانے کی نازیبا اور ناپاک جسارت کی اور بعض سادہ لوح لوگ ایسے لوگوں کی سازش کا شکار ہو کر برباد ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ بڑھاتا ہے جبکہ یہ لوگ گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے "تقویۃ الایمان" میں لکھا ہے۔

"ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ان معنوں میں ہوتا ہے، جیسے قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار" "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" جبکہ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تو سارے نبیوں علیہم السلام کے سردار اور رحمۃ للعالمین ہیں" (ﷺ)۔

امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O کی تشریح میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاءُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ ۳۰

''ابو العالیہ'' ۳۱ نے کہا۔''اللہ تبارک وتعالیٰ کی صلوۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں میں آپ ﷺ کی ثناء (یعنی تعریف) کرتا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے نبی کریم ﷺ کی تعریف کر رہا ہے کیا ہم لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کریم کب سے تعریف فرما رہا ہے اور کیا کیا تعریفی کلمات فرشتوں کے سامنے بیان فرما رہا ہے؟ ہم لوگ کیا تعریف کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں ہیں جو آپ ﷺ کی عظمت وشان بیان کر سکیں۔ امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے آپ ﷺ کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ نے ''سلام رضا'' کے عنوان سے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار میں آپ کے فضائل وخصائل بیان کئے ہیں۔ حضرت شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے ۱۶۰ اشعار میں سرکار کائنات ﷺ کی عظمتیں بیان فرمائی ہیں، لیکن یہ سب محدود اور اپنے اپنے علم وعقل کے مطابق ہیں۔

خالق کائنات، جس کے کلام کی انتہا ہی نہیں ہے، رب ذوالجلال اپنے کلام وکلمات کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا O (الکہف:۱۰۹)

''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرما دیں اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی

۳۰ بخاری جلد۲ ص ۷۰۷۔ ۳۱ یہ ابو العالیہ وہ بڑے امام ہیں، جنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (تیسیر الباری جلد ۶ ص ۳۱۶)۔

باتیں ختم نہ ہوں گی اگر ہم ویسا ہی سمندر اور اس کی مدد کے لئے لے آئیں"۔

رب کریم کے علوم غیر متناہی ہیں، دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ (لقمان:۲۷)

"اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں، سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہوں اور اس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی باتیں ختم نہیں ہوں گی"۔

ساری دُنیا کے درخت قلمیں بن جائیں اور ساتوں سمندر روشنائی بن جائیں اور تمام ملائکہ اور جن وانس لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ جب رب ذوالجلال خود صفت و ثنائے مصطفیٰ کریم ﷺ کر رہا ہے اور یہ سلسلہ چوبیس گھنٹے کروڑوں سال سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی شان ختم ہو سکتی ہے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے برابر ہو سکتی ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ "اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو آپ (ﷺ) کے لئے بلند فرمایا ہے"۔

رُباعی

نال انگلی دے چن دو ٹکڑے کر دا کے شہر دا بدر منیر ویکھو
آوے عمر تے جاوے فاروق بن کے سوہنا بدلدا کیویں تقدیر ویکھو
کھارے کھوہ مٹھاس وچہ بدل دیندا لب اوہدے دی شیریں تاثیر ویکھو
ہر تھاں پاک محمد ﷺ دا حسن یوسف کرکے اپنے روشن ضمیر ویکھو

سوال: مہربانی فرما کر نور و بشر کے موضوع پر بھی رہنمائی فرمائیں۔

جواب: ہمارے معاشرہ میں عام طور پر نور و بشر کی بحث چلتی رہتی ہے اور اس بات پر ان پڑھ لوگ بھی طبع آزمائی کرتے رہتے ہیں کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ بشر ہیں بلکہ کئی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری طرح بشر ہیں اور اس بات پر غور و فکر نہیں کرتے ہیں کہ ہم تو ان پڑھ، گنہگار ہیں اور وہ معصوم اور محبوبِ کائنات، رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ اگر ایسے لوگ ربّ ذوالجلال کے قادرِ مطلق ہونے پر یقین کرلیں اور یہ جان جائیں اور مان جائیں کہ خالقِ کائنات کے لئے اگر آسمانوں اور زمین، سورج و چاند اور ستاروں کو بنانا مشکل نہیں۔ نیز اگر یہ لوگ اپنی تخلیق و ولادت پر بھی غور کریں کہ ہمیں ربّ العالمین نے پانی کی بوند سے بنایا ہے تو سارے مسائل حل ہو جائیں۔ مگر قدرتِ الٰہیہ پر ناقص اعتقاد نے لوگوں کو بھٹکا دیا ہے اور کج بحثی میں مبتلا ہیں۔

ربّ ذوالجلال نور کا بشر، بشر کا نور، پانی کا بشر اور جو چاہے بنا سکتا ہے۔

اگر ہم اپنی تخلیق پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ اللہ ﷻ نے پانی سے ہمارا گوشت، ہڈیاں، دانت، خون اور رگ و ریشے بنائے ہیں اور چھوٹی سی چھوٹی مخلوق مچھر سے لے کر بڑی سے بڑی مخلوق ہاتھی وغیرہ بھی اسی نے بنائے ہیں۔ ملائکہ کو تو خالص نور سے پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اربع عناصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے بنایا ہے۔ شیطان کو آگ کے شعلے سے تخلیق فرمایا ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی تخلیق و ولادت ''بے مثل نوری بشریت'' فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق نوری اور ولادت بشری فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو ''نور و بشر'' بنایا بھی ہے اور فرمایا بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدۃ: ۱۵) ''بیشک اللہ (ﷻ) کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نور سے مراد رسول یعنی (حضرت) محمد (ﷺ) ہیں۔ ۳۲ غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب نے

---

۳۲ تفسیر ابن عباس ص ۷۲، النسفی جلد ۱ ص ۳۱۳، تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۹۷، بیضاوی جلد ۱ ص ۲۶۰۔

اپنی تفسیر ''فتح القدیر'' میں النور سے مراد (حضرت) محمد ﷺ لکھا ہے۔ ۴۳؎

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''اہلسنت و جماعت'' نے رسول کریم ﷺ کے بارے میں ''نور'' ہونے کا عقیدہ گھڑ لیا اور آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح العقیدہ اہلسنّت و جماعت کے کسی فرد کی کسی کتاب، حکایت و روایت اور تقریر سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ اہلسنّت و جماعت رسول کریم ﷺ کی بے مثل بشریت کے منکر ہیں۔ بلکہ یہ من گھڑت فتویٰ اُن کا اپنا تیار کردہ ہے۔ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ اور مفسر نے نہیں لکھا کہ رسول کریم ﷺ کو ''نور'' ماننا اہلسنّت و جماعت کا من گھڑت عقیدہ ہے۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کو نور ماننا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ہر کلمہ گو کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی اور نور و بشر کے امتزاج سے بے مثل نور و بشر کی صورت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے تخلیق فرمایا ہے۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے''۔ اُس کے لئے نور سے بے مثل نوری بشر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بنانا مشکل نہیں۔

سوال: کیا قرآنِ مجید یا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ کسی اہل ایمان نے اٹھتے بیٹھتے یہ انداز گفتگو اختیار کیا ہو جو آج کل کے بے خبر لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے تھکتے نہیں؟

جواب: یہ کیا، اُمتیوں میں سے کوئی دوسرا بھی، رسول کریم ﷺ کے نعلین مبارک کے ساتھ لگے ہوئے نورانی ذراتِ مقدس کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں ''بشر'' کسے کہا گیا ہے، کس نے کہا ہے اور کیوں کہا ہے؟ جب آپ کو یہ معلوم ہو جائیگا پھر نور و بشر کا مسئلہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔

قرآنِ مجید میں ''بشر اور بشرا'' کا لفظ ۳۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ لفظ

۴۳؎ فتح القدیر جلد۲ ص ۳۱ سطر ۶ چھاپ المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت، تفسیر مواہب الرحمان جلد۲ ص ۱۰۸۔ ۱۹۸۶ء۔

قرآنِ مجید کی مندرجہ ذیل ۲۳ سورتوں میں آتا ہے:

نمبر شمار	سورۃ اور آیت نمبر	نمبر شمار	سورۃ اور آیت نمبر
۱۔	آل عمران: ۷۹۔۴۷۔	۲۔	المائدۃ: ۱۸۔
۳۔	الانعام: ۹۱۔	۴۔	هود: ۲۷۔
۵۔	یوسف: ۳۱۔	۶۔	ابراهیم: ۱۱۔۱۰۔
۷۔	الحجر: ۳۳۔۲۸۔	۸۔	النحل: ۱۰۳۔
۹۔	الاسریٰ: ۹۴۔۹۳۔	۱۰۔	الکهف: ۱۱
۱۱۔	مریم: ۲۶۔۲۰۔۱۷۔	۱۲۔	اَلانبیاء: ۳۴۔۳۔
۱۳۔	المؤمنون: ۳۴۔۳۳۔۲۴۔	۱۴۔	الفرقان: ۵۴۔
۱۵۔	الشعرآء: ۱۸۶۔۱۵۴۔	۱۶۔	الروم: ۲۰۔
۱۷۔	یٰسین: ۱۵۔	۱۸۔	صٓ: ۷۱۔
۱۹۔	حمٓ السجدہ: ۶۔	۲۰۔	الشوریٰ: ۵۱۔
۲۱۔	القمر: ۲۴۔	۲۲۔	التغابن: ۶۔
۲۳۔	المدثر: ۳۷۔۳۱۔۲۹۔۲۵۔		

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں سے تخلیقِ بشریت کے حوالے سے چار آیات ہیں۔

(۱)۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (الحجر: ۲۸) ”اور یاد کرو جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ”بشر“ کو کھنکھناتی مٹی سے بنانے والا ہوں جو پہلے سیاہ بدبودار کیچڑ تھی“۔

(۲)۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ (الروم: ۲۰) ”اور اُس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا پھر جبھی تم اِنسان (بشر) ہو دُنیا میں پھیلے ہوئے“۔

(۳)۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○ (الفرقان:۵۴) ''اور وہی ہے جس نے پانی سے ''بشر'' بنایا پھر اُس کے رشتے اور سسرال مقرر کئے''۔

(۴)۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ○ (ص:۷۱) ''یاد کرو جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا''۔

دیگر چار آیات میں لفظ ''بشر'' حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے ارشاد ہوا ہے:

(۱)۔ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ (آل عمران:۴۷) ''عرض کرنے لگی! اے میرے رب میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا؟''۔

اسی طرح سورۃ مریم میں ہے کہ جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا گیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا:

(۲)۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ (مریم:۱۷) ''پھر ہم نے اُس کے پاس اپنا روحانی (حضرت جبرائیل امین علیہ السلام) بھیجا جو ایک تندرست بشر کی شکل ظاہر ہوا''۔

''اُس نے کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور تجھے بیٹا بخشنے آیا ہوں'' تو جواباً حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا نے کہا:

(۳)۔ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (مریم:۲۰) ''بولی میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا''۔

پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹا عطا فرمانے کے بعد فرمایا:

(۴)۔ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ (مریم:۲۶) ''پھر اگر تو کسی ''بشر'' کو دیکھے تو

کہہ دینا میں نے آج رحمان کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی"۔

چند متفرق آیاتِ مبارکہ:

(۱)۔ جب یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بیٹے اور پیارے ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ فرمائیں وہ تمہیں گناہوں پر عذاب کیوں فرماتا ہے؟

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ط (المائدۃ:۱۸)

"بلکہ تم بشر ہو اُس کی مخلوقات میں سے"۔

(۲)۔ جب رسول کریم ﷺ لوگوں کو قرآن مجید سناتے تو کفار کہتے: اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ط (النحل:۱۰۳) "یہ کوئی بشر ہے جو اُنہیں سکھاتا ہے"۔

(۳)۔ کافروں کو اپنی قدرتوں اور دیگر مخلوقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ط (الانبیاء:۳۴) "اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لئے دُنیا میں ہمیشگی نہ بنائی"۔

(۴)۔ ولید بن مغیرہ جب قرآن مجید کو سنتا تو کہتا: اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ o (المدثر:۲۵) "اور کہنے لگا یہ بشر کا کلام ہے"۔

(۵)۔ دوزخ کی آگ کے بارے میں فرمایا: لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ o (المدثر:۲۹) "بشر کی کھال اُتار لیتی ہے"۔ (کون سے بشر کی، ولید بن مغیرہ اور اُس کے ہم خیال لوگوں کی)۔

(۶)۔ نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ o (المدثر:۳۶) "بشر کے لئے ڈراؤ"۔

(۷)۔ قرآنی آیاتِ مبارکہ، جنت ودوزخ کے حالات اور فرشتوں کی تعداد کے بارے میں فرمایا: وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ o (المدثر:۳۱) "اور وہ تو نہیں مگر آدمی بشر کے لئے نصیحت"۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو "بشر" فرمایا؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ ہو:-

اَنبیاءِ کرام علیہم اِسلام کے مشن کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو بیان فرمایا کہ: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ (آل عمران:۷۹) ''کسی ''بشر'' کو یہ حق نہیں کہ اللہ (ﷻ) اُسے کتاب، حکم اور نبوت (کا تاج) عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (ﷻ) کو چھوڑ کر میری عبادت کرو، ہاں یہ کہے گا کہ اللہ (ﷻ) والے ہو جاؤ۔ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم درس دیتے ہو''۔

سوال: اِنسانوں میں سے کس کس نے اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کو بشر کہا؟

جواب: کفار نے اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کو بشر کہا۔ صرف بشر ہی نہیں بلکہ اپنے جیسا بشر کہا۔

سوال: کوئی آیتِ مبارکہ پیش کی جاسکتی ہے؟

جواب: کوئی ایک آیتِ مبارکہ کیا، سات آیاتِ مبارکہ پیش کی جاسکتی ہیں:

''جب اُن کے رسولوں (علیہم السلام) نے فرمایا: کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں شک ہے؟ (وہ تو) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے کچھ گناہ معاف فرمائے اور موت کے مقررہ وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب دے''۔ جب یہ باتیں ان کے رسولوں علیہم السلام نے فرمائیں تو جواباً کفار نے کہا:

(۱)۔ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ابراہیم:۱۰) ''بولے تم تو ہمیں جیسے بشر ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اِس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ''۔

''حضرت نوح علیہ السلام نے جب لوگوں سے فرمایا! اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں؟''

(۲): فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ (المومنون:۲۴) "تو اُن (حضرت نوح علیہ السلام) کی قوم کے کافر سرداروں (نے اپنے لوگوں سے) کہا یہ تو نہیں مگر تمہارے جیسا بشر۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) چاہتا تو فرشتہ اتارتا"۔

کافروں کے سرداروں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا:

(۳)۔ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ (ھود:۲۷) "قوم کے کافر سردار بولے اہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے"۔

"حضرت ھود (علیہ السلام) نے لوگوں سے فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بندگی کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود (برحق) نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں"۔

جواباً قوم کے سرداروں نے لوگوں سے کہا:

(۴)۔ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ (المومنون:۳۳) "یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے"۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے رسول علیہ السلام ہونے کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو ایمان لانے کے بعد آخرت کی نعمتوں کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے:

(۵)۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ ۚ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (الشعراء:۱۵۳۔۱۵۴) "تو بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو ہمیں جیسے بشر ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو"۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے رسول علیہ السلام ہونے کا اعلان فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنے، تقویٰ اختیار کرنے، ناپ تول پورا کرنے کا حکم دیا

اور زمین پر لوٹ مار اور فساد پھیلانے سے روکا تو کہنے لگے:

(۶)۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝

(الشعراء: ۱۸۶) ”تم تو نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر۔ بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں“۔

کافروں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا اور اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے:-

(۷)۔ ذٰلِکَ بِاَنَّهٗ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا ۡ فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

(التغابن: ۶) ”یہ اس لئے ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رسول (علیہم السلام) روشن دلیلیں لائے تو بولے: کیا یہ ”بشر“ ہمیں ہدایت دیں گے؟ تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ (جل جلالہ) بے نیاز ہے، بہت تعریفوں والا“۔

سردارانِ قریش جب قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں نبی کریم ﷺ کو بلوایا اور کہنے لگے آج ہم نے آپ ﷺ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلوایا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہم ملک و دولت، اچھی بیوی، بادشاہت آپ ﷺ کو دے دیں۔ اگر آپ ﷺ کو کوئی دماغی بیماری ہے (نعوذ باللہ) تو ہم آپ ﷺ کا علاج کروا دیں۔ خرچہ ہم پر ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کچھ بھی نہیں، تم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک اور مجھے اُس کا سچا رسول ﷺ مان لو۔ اسی میں تمہاری خیر ہے، ورنہ میں تمہاری سختیوں پر صبر اور رب ذوالجلال کے فیصلے کا انتظار کروں گا۔ تب وہ بولے! اچھا اگر آپ سچے رسول ﷺ ہیں تو کعبہ معظمہ میں چار نہریں جاری فرما دیں۔ مکہ مکرمہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں۔ ہمارے باپ داداؤں کو زندہ فرما دیں کہ وہ آ کر آپ (ﷺ) کی گواہی دیں یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ ﷺ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے

ہونے چاہئیں۔ اُمیہ بولا! میں تو آپ ﷺ پر تب ایمان لاؤں گا کہ آپ ﷺ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں۔ اُن کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: **وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا ۙ○ اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ۙ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا ۙ○ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ** (بنی اسرائیل ۹۳-۹۰) "اور کافر بولے کہ ہم آپ (ﷺ) پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ (ﷺ) ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہادیں، یا آپ ﷺ کے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر آپ (ﷺ) اُس کے اندر بہتی نہریں رواں کریں یا آپ (ﷺ) ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرادیں، جیسا آپ (ﷺ) نے کہا ہے۔ یا اللہ (جل جلالہٗ) اور اُس کے فرشتوں کو ضامن لے آئیں، یا آپ (ﷺ) کے لئے طلائی گھر ہو، آپ (ﷺ) آسمان میں چڑھ جائیں، ہم آپ (ﷺ) کے چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اُتاریں جو ہم پڑھیں، اس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی کتاب آپ ﷺ کو دے جائے، ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں اور اُس کے ہاتھ سے کتاب ملتی ہوئی بھی ملاحظہ کریں"۔ اُن کی یہ ساری بکواس محض مذاق کے طور پر تھی، اگر یہ مطالبے پورے بھی کر دیئے جاتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے اور نتیجہ یہ نکلتا کہ عادت الہیہ کے مطابق معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان نہ لانے کی وجہ سے وہ ہلاک کر دیئے جاتے جبکہ یہ بات سرکار کائنات ﷺ کو گوارا نہ تھی۔ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا: **قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○** (بنی اسرائیل: ۹۳) "(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں، پاک ہے میرا پروردگار میں کون ہوں؟ مگر بشرٌ اللہ

(ﷺ) کا رسول بنا کر بھیجا ہوا"۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ (بنی اسرائیل: ۹۴) "اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ انہوں نے کہا۔ اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا" "کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بشر کو رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا؟"

سوال: کون سی چیز انسان کو ایمان لانے سے روکتی ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے۔ جس جس نے (حضرت) محمد ﷺ کو ابن عبداللہ دیکھا وہ ابوجہل اور ابولہب ہی رہا اور جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ○ (بنی اسرائیل: ۹۵) "(آپ ﷺ) فرمائیں اگر زمین پر فرشتے ہوتے، چین سے چلتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتے اتارتے"۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا کہنا گمراہی اور بے دینی کی جڑ ہے۔ شیطان کی گمراہی کا بھی یہی سبب ہوا۔

سوال: شیطان کی گمراہی کا کیا سبب تھا؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (الحجر: ۳۲-۳۳) "اے ابلیس تجھے کیا ہوا تو سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا؟ کہنے لگا، مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی"۔

سوال: کس نے نبی علیہ السلام کو بے ادبی کی نظر سے بشر کہا؟

جواب: مخلوق میں بے ادبی سے نبی (علیہ السلام) کو بشر کہنے والا سب سے پہلا

شیطان ہے اور جو کوئی نبی (علیہ السلام) کی برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا، روح اور نور کو نہ دیکھا، تو جس کی نگاہ صرف نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بشریت پر ہی ہو اُس کا انجام شیطان سا ہوگا۔

سوال: کہتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے آپ کو بشر کہا؟

جواب: جی ہاں! مگر کیوں اور کس لئے فرمایا: غور کریں:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمانے پر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ (الکہف:۱۱۰) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرمائیں ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے"۔ یعنی میں بشر صاحبِ وحی ہوں۔ مثلیت صرف ظاہری چہرے مہرے میں ہے، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام جب شکل بشری میں حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے یا رسول کریم ﷺ کے پاس آتے تھے تو سفید کپڑے اور سیاہ بال رکھتے تھے، اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور نبی کریم ﷺ ظاہراً چہرے مہرے میں بشر اور حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدۃ:۱۵) "بے شک تمہارے پاس اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"۔

انسان حیوانِ ناطق ہے۔ ناطق ہونے نے انسان کو تمام حیوانوں سے ممتاز کر دیا، مگر کوئی حیوان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں انسان کی مثل ہوں۔ وحی نے رسول کریم ﷺ کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا، کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نبی ﷺ کی طرح ہوں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہماری طرح تھے انہیں غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید کی ان تمام آیاتِ مبارکہ میں جن میں لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی مثل کہا وہ کفار تھے، کسی بھی صاحبِ ایمان نے ایسا نہیں کہا۔

سورۂ حم السجدہ کے شروع میں اللہ جل جلالہ کا ارشادِ مبارک ہے: "یہ قرآن مجید

بڑے رحم فرمانے والے مہربان پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا گیا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں آیات مفصل بیان فرمائی گئی ہیں۔ یہ عربی میں ہے اور عقل والوں کے لئے خوشخبری دینے والا، ڈرسنانے والا۔ تو اُن میں سے اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں"۔ (یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کرنے کی نیت سے سننا ہے)۔

کافروں نے کہا: وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ٥ (حم السجدہ: ۵) "اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان حجاب ہے تو آپ (ﷺ) اپنا کام کریں ہم اپنا کام کرتے ہیں"

کافروں کے حجاب کو دُور کرنے کے لئے فرمایا: "بشر ہونے میں تم جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ تم اُس کے حضور سیدھے رہو اور اُس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو۔" ورنہ سوچنے والی بات ہے۔ کیا رسول کریم ﷺ اُن جیسے بشر تھے؟ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کافروں نے کہا، ہمارے دل غلاف میں ہیں، ہمارے کانوں میں ڈٹ ہیں۔ کیا کوئی انسان یہ بتا سکتا ہے کہ کس کپڑے کا غلاف اُن کے دل پر چڑھا ہوا تھا"۔ بیشک کوئی شخص نہیں دکھا یا بتا سکتا مگر تاویل کرے گا کہ کفر کا غلاف چڑھا ہوا تھا اور کانوں میں غفلت اور انکار کے ڈٹ تھے۔

ایسے ہی تاویل کرنا پڑے گی کہ کفار سے یہ کہنا کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں، یہ صرف ظاہری اعضاء کے نظر آنے کی وجہ سے فرمایا، نہ کہ حقیقتاً۔

پورے قرآن مجید میں غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوگا اگر دو یا تین آیات میں انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً رسول کریم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں تو یہ کفار کے حجاب کو دور کرنے کے لئے فرمایا، نہ یہ کہ رسول کریم ﷺ اُن جیسے ہیں اور قرآن مجید میں یہ آیاتِ مبارکہ بھی

ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور اور سراجاً منیرا بھی فرمایا ہے۔

سوال: کیا قرآنِ مجید میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں یہ ثابت ہو کہ کسی ایمان والے نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا ہو؟

جواب: قرآنِ مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ ایمان والوں نے رسولِ کریم ﷺ سے کہا ہو، آپ (ﷺ) ہماری مثل بشر ہیں۔

سوال: ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اہلِ ایمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی یعنی بے مثل نوری بشر ہیں، جو لوگ ہر وقت بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرح بشر ہیں، اُن سے مطلقاً بچنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ''یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں''۔ یہ تو کسی بھی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اگر کوئی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھ کر ایسا ترجمہ کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اِس میں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں، یہ نہیں فرمایا: تم میری مثل بشر ہو۔ ''بشر'' والی جتنی آیات ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ''بشر'' کہا گیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے چند باتوں کا پتا چلتا ہے:

(۱)۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''بشر'' فرمایا۔

(۲)۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو شیطان نے ''بشر'' کہا۔

(۳)۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے خود اپنے آپ کو ''بشر'' فرمایا۔

(۴)۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو کافروں نے ''بشر'' کہا۔

اب جو انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہتا ہے، وہ کون ہے؟ کیا وہ شیطان ہے؟ کیا وہ رسول ہے؟ کیا وہ کافر ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی ''رسول'' ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سوچنا ہوگا ایسا کہنے والا کون ہے؟ ایمان والے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پکارتے ہیں۔

جن آیاتِ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کا ذکر ہے ان کا

سیاق و سباق کے حوالے سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاملہ واضح ہو کہ یہ روزانہ کا معمول یا اٹھتے بیٹھتے کی بات نہیں۔ظاہری بشری کو دیکھ کر اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو اپنے جیسا کہنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ

(۱)۔کیا وہ رسول ہیں؟ (۲)۔کیا وہ معصوم ہیں؟
(۳)۔کیا وہ صاحب قرآن ہیں؟ (۴)۔کیا وہ امام الانبیاء ہیں؟
(۵)۔کیا وہ صاحب معراج ہیں؟ (۶)۔کیا وہ نبی قبلتین ہیں؟
(۷)۔کیا وہ اللہ ﷻ کے حبیب ہیں؟ (۸)۔کیا وہ خاتم النبیین ہیں؟
(۹)۔کیا وہ رحمۃ للعالمین ہیں؟ (۱۰)۔کیا وہ صاحب خلق عظیم ہیں؟
(۱۱)۔کیا وہ صاحب مقام محمود ہیں؟ (۱۲)۔کیا اُن پر نماز میں سلام پڑھا جاتا ہے؟
(۱۳)۔کیا اُن پر نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے؟
(۱۴)۔کیا اُن کا اذان میں ذکر ہوتا ہے؟
(۱۵)۔کیا وہ چار سے زیادہ شادیاں کر سکتے ہیں؟
(۱۶)۔کیا اُنھیں دیکھنے والا صحابی (رضی اللہ عنہ) ہو سکتا ہے؟
(۱۷)۔کیا اُن کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں؟
(۱۸)۔کیا اُن کے نواسے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟
(۱۹)۔کیا اُن کے باپ، دادا یا اُن کے مرنے کے بعد، اُن کی قبروں پر آ کر فرشتے درود و سلام پڑھتے ہیں یا پڑھیں گے؟
(۲۰)۔کیا اُن کی باتیں حدیث ہیں؟ (۲۱)۔کیا اُن پر وحی اترتی ہے؟
(۲۲)۔کیا اُنھیں درخت سلام کرتے ہیں؟(۲۳)۔کیا وہ بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟
(۲۴)۔کیا اُن کی سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے؟
(۲۵)۔کیا اُن کو پتھر سلام کرتے ہیں؟ (۲۶)۔کیا وہ سید ولد آدم ہیں؟
(۲۷)۔کیا اُن کے ہاتھوں میں روٹی کا لقمہ تسبیح پڑھتا ہے؟
(۲۸)۔کیا اُن کے ساتھ اونٹ باتیں کرتے ہیں؟

(۲۹)۔ کیا اُن کا لعاب لوگ اپنے چہرہ اور جسم پر ملتے ہیں؟
(۳۰)۔ کیا اُن کا لعاب کنویں میں ڈالیں تو پانی میٹھا ہوتا ہے؟
(۳۱)۔ کیا اُن کے لعاب سے خالی کنواں پانی سے بھر جاتا ہے؟
(۳۲)۔ کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا کی طرح وہ اپنی ہنڈیاں میں لعاب ڈالتے ہیں؟
(۳۳)۔ کیا آٹے میں لعاب ڈالتے ہیں؟ (۳۴)۔ کیا اُن کے پسینہ میں خوشبو ہے؟
(۳۵)۔ کیا اُن کے پسینے سے مشک سے پیاری خوشبو آتی ہے؟
(۳۶)۔ کیا وہ صاحب معجزہ ہیں؟ (۳۷)۔ کیا وہ دعائے خلیل علیہ السلام ہیں؟
(۳۸)۔ کیا قیامت کے دن اُن کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا (لوائے الحمد) ہوگا؟
(۳۹)۔ کیا اُن کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے؟
(۴۰)۔ کیا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کی منزلیں طے کر رہے تھے وہ اُس وقت نبی تھے؟
(۴۱)۔ اور جب وہ پیدا ہوئے تو کیا اُس وقت شیطان رویا؟
(۴۲)۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی ہیں؟
(۴۳)۔ کیا وہ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کریں گے؟
(۴۴)۔ کیا قیامت کے دن اُن کی شفاعت قبول ہوگی؟
(۴۵)۔ کیا اِن کے سونے کے باوجود اِن کا وضو قائم رہتا ہے؟

(ایسی اور بھی بے شمار باتیں ہیں جس کی تفصیل زیر طبع بڑی کتاب نور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے)۔ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر کس منہ سے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں؟ آپ ﷺ تو بے مثل نوری بشر ہیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں کتاب الصوم کے حصہ "باب الوصال" میں سات روایات نقل کی ہیں۔ اُن روایات کے اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سمیت پانچ راوی ہیں، دیگر چار جلیل القدر صحابہ کرام میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بخاری شریف کی مذکورہ بالا تمام روایات میں مرکزی بات جو بیان کی گئی ہے وہ اس طرح ہے: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِيْ؟ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ، فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا ۳۴؎ "رسول اللہ ﷺ نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ تو طے کے روزے رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَيُّكُمْ مِثْلِيْ؟ "تم میں میری مثل کون ہے؟" مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا پلاتا ہے۔ جب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) طے کے روزے رکھنے سے نہ رکے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا، دوسرے دن کچھ نہ کھایا پھر نیا چاند (ہلال) طلوع ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاند طلوع نہ ہوتا تو میں نہ کھاتا یہاں تک کہ وہ طے کے روزوں سے باز آئے"۔

اس روایت میں "اَيُّكُمْ مِثْلِيْ" (تم میں سے میری مثل کون ہے؟) کے الفاظ ہیں، جبکہ دوسری روایات میں جو حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید خدری اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔ ان میں درج الفاظ ہیں: لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ ۳۵؎ "میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں"۔ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ "میں تمہاری مثل نہیں ہوں"۔

اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ "میں تمہاری ہیئت کی طرح نہیں ہوں"۔ یہ گفتگو ایمان والوں سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تو میرا رب رات کو کھلا پلا دیتا ہے۔ تم اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تمہارے اندر طاقت ہے۔

۳۴؎ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳۔۲۶۴ (چھ روایات)۔ ۳۵؎ دارمی جلد ۲ ص ۸ (تین روایات)، ترمذی جلد ص، ابوداؤد جلد ص، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۱ (آٹھ روایات)، جلد ۳ ص ۵۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۲، جلد ۷ ص ۶۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۲۶۸۔۲۶۷ (تین روایات)، موطا امام مالک ص ۲۳۲ (دو روایات)، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۲۳، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۳۳۰ (دو روایات)۔

سوال: کیا نور، بشر ہو سکتا ہے؟ اور جب نور، بشر بنتا ہے تو کیا اُس کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے؟

جواب: قادرِ مطلق ربِ ذوالجلال جب چاہے نور کا بشر بنا سکتا ہے۔ اگر انسان آلو کا گھی، چقندر سے چینی بنا سکتا ہے تو خالقِ کائنات کے لئے کچھ مشکل نہیں تفصیل ملاحظہ فرمائیں!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں کے درمیان جلوہ افروز تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا۔ (۱)۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟ (آپ ﷺ) نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے فرشتوں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ملنے اور مرنے کے بعد اُٹھنے پر یقین رکھے، (۲)۔ اُس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ (تو آپ ﷺ نے فرمایا) اسلام یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور نماز (پنجگانہ) قائم کرے۔ زکوٰۃ کا فرض ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے، (۳)۔ پھر سائل نے پوچھا احسان کیا ہے؟ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت ایسے کر جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، (۴)۔ پھر سائل نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں۔ (۵)۔ سائل نے عرض کیا پھر کچھ نشانیاں ہی بتا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اُس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔

(۱)۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔

(۲)۔ کالے اونٹ چرانے والے (بڑے امیر بن جائیں گے اور بڑی بڑی عمارتوں کے مالک ہوں گے۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اس (جانے والے) کو (میرے پاس بلا کر) لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ

دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔ لوگوں کو اُن کا دین سکھانے آئے تھے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے کہا رسول کریم ﷺ نے ان باتوں کو دین کہہ کر ایمان میں شامل فرمادیا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۳۵)۔ ۳۶؎

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ یہ حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ صحیح مسلم والی حدیث شریف میں حج کا بھی ذکر ہے کہ یہ بھی اسلام ہے ''تو جو صاحب استطاعت ہو حج کرے''۔

صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، الترغیب والترہیب، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور مشکوۃ میں ہے، وہ آدمی جو آیا تھا اُس کا لباس اور صورت ایسی تھی یعنی شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ نسائی میں ہے: اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَطْیَبَ النَّاسِ رِیْحًا کَاَنَّ ثِیَابَهٗ لَمْ یَمَسَّهَا دَنَسٌ ۔مجمع الزوائد میں ہے: حَسَنُ الْوَجْهِ، طَیِّبُ الرِّیْحِ فِی الثَّوْبِ اور مسند احمد میں: حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الشَّعْرِ ثِیَابُ بِیَاضٍ ۔ ''یعنی وہ آنے والا شخص اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا جب ہم پر نمودار ہوا اُس کے کپڑے بہت سفید تھے، بال بہت خوبصورت اور کالے سیاہ تھے، چہرہ انتہائی خوبصورت تھا، اُس کے بدن سے خوشبو آرہی تھی، اُس کے کپڑوں سے خوشبو آرہی تھی، اُس کے کپڑوں پر میل نہ تھی، آثار سفر ظاہر نہ ہوتے تھے اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی بھی ان کو نہ پہچانتا تھا۔ جب وہ شخص، وہ آدمی، وہ بشر چلا گیا تو صحیح مسلم والی روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ عنہ) اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ (تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اور اُس کا رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔

۳۶؎ بخاری جلد ۱ ص ۱۲، جلد ۲ ص ۷۰۴، مسلم جلد ۱ ص ۲۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۵ (کتاب الزکاۃ)۔

تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔ ۳۷؂

سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ اِذَا اَقْبَلَ رَجُلٌ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَاَطْيَبُ النَّاسِ رِيْحًا كَاَنَّ ثِيَابَهُ لَمْ يَمَسَّهَا دَنَسٌ ۳۸؂

"ایک آدمی آیا جس کا چہرہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور جس کے بدن کی خوشبو سب سے بہتر تھی اور اُس کے کپڑوں پر ذرا سا بھی میل نہ تھا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ عرض کیا: اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تھے۔

سوال: جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بشری شکل میں آتے تھے تو کیا وہ نور نہیں ہوتے تھے؟

جواب: نور بھی ہوتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ نور کو بشری لبادے میں بھیج دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق ہے جو چاہے بنا سکتا ہے۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِىْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

۳۷؂ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۹۷، ابن ماجہ ص ۷، مشکوٰۃ ص ۱۱، ترمذی جلد ۲ ص ۸۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۷، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۰۔ ۳۹ ۔ ۳۸؂ نسائی جلد ۲ ص ۲۶۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۲۶۵ (مختصراً آخری حصہ)۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تاریخِ ولادتِ باسعادت

سوال: آپ ﷺ کس دن دُنیا میں تشریف لائے یعنی پیدا ہوئے؟

جواب: اِس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسنِ انسانیت احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دوشنبہ (یعنی پیر) کے دن دُنیا میں تشریف لائے یعنی پیدا ہوئے۔

سوال: صاحبِ تفسیر ابنِ کثیر اس بارے میں کیا لکھتے ہیں؟

جواب: علامہ ابنِ کثیر السیرۃ النبویۃ میں اِس موضوع پر لکھتے ہیں:- وُلِدَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ بِمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ غَیْلَانَ بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ فِیْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ وَ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ [1] ''حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے روز ہوئی۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت غیلان بن جریر علیہ الرحمہ کے واسطہ سے حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے ایک اعرابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پیر کے روزے کے بارے میں حضور (ﷺ) کیا فرماتے ہیں؟ حضور (ﷺ) نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی''۔

سوال: ولادت باسعادت کے علاوہ کون کون سے اہم کام پیر کے دن رونما ہوئے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔ وُلِدَ نَبِیُّکُمْ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ نُبِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ خَرَجَ مِنْ مَکَّۃَ مُھَاجِرًا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَمَاتَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ [2]

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۷۹ حدیث نمبر ۲۰۴۵' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۹۹' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۹۳' دلائل النبوۃ للبیھقی جلد ۱ ص ۷۲' مرقاۃ جلد ۴ ص ۷۵' مسلم حدیث نمبر ۱۱۶۲۔ [2] البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۱ بحوالہ مسند احمد والسنن الکبریٰ للبیھقی۔

''تمہارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے پیر کے دن اعلانِ نبوت فرمایا' پیر کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر (مدینہ منورہ) تشریف لے گئے۔ پیر کے دن مدینہ منورہ میں قدم رنجا فرما ہوئے اور پیر کے دن آپ ﷺ کا وصال ہوا''۔

اسی طرح ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔ ''رسول اللہ ﷺ کی ولادت بھی پیر کے دن، بعثت بھی پیر کے دن، مکہ مکرمہ سے ہجرت بھی پیر کے دن، مدینہ طیبہ میں تشریف آوری بھی پیر کے دن اور دار فانی سے انتقال بھی پیر کے دن اور جس روز حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حجرِ اسود اٹھا کر دیوار کعبہ (اللہ) میں رکھا تھا' وہ بھی پیر کا دن تھا۔ ۳؎ پھر فرماتے ہیں کہ جنہوں نے تاریخ ولادت بروز جمعۃ المبارک سترہ ربیع الاول بتائی ہے وہ بالکل غلط اور بعید از حق ہے''۔

ثُمَّ الْجَمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِىْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ ۴؎

''کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولادتِ باسعادت ماہِ ربیع الاول شریف میں ہوئی''۔

سوال: ولادتِ پاک کا مہینہ کونسا تھا؟

جواب: اس پر علماءِ امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول شریف کا بابرکت مہینہ تھا۔

سوال: ماہِ ربیع الاول شریف کی کون سی تاریخ تھی؟

جواب: اس بارے میں علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں' ہم یہاں علماء محققین کی آراء ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے آپ بآسانی صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں گے۔

حضرت امام ابن جریر طبری، جو فقید المثال مفسر اور بالغ النظر مورخ ہیں' وہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔ **وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ عَامَ الْفِيْلِ لِاِثْنَتَىْ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ** ۵؎ ''رسول کریم رؤف

۳؎ البدایہ والنہایہ جلد ا جز ۲ ص ۱۶۳۔ ۴؎ ضیاء النبی ﷺ جلد ۲ ص ۳۷۔ ۵؎ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۲۵۔

ورحیم ﷺ کی ولادتِ (باسعادت) پیر کو ربیع الاوّل (شریف) کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی''۔

حضرت علامہ ابنِ خلدون جو علم تاریخ اور فلسفۂ تاریخ میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں بلکہ فلسفۂ تاریخ کے موجد بھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: وُلِدَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ) عَامَ الْفِیْلِ لِاثْنَتَیْ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً خَلَتْ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ لِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً مِنْ مُلْکِ کِسْرٰی اَنُوْشِیْرْوَانَ [۶] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادتِ (باسعادت) عام الفیل کو ماہِ ربیع الاوّل (شریف) کی بارہ (۱۲) تاریخ کو ہوئی۔ نوشیرواں کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا''۔

سوال: مشہور سیرت نگار علامہ ابنِ ہشام علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مشہور سیرت نگار حضرت علامہ ابنِ ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) عالمِ اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ سے اپنی ''السیرۃ النبویۃ'' میں رقمطراز ہیں:- وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِاثْنَتَیْ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً خَلَتْ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِیْلِ [۷] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پیر بارہ (۱۲) ربیع الاوّل (شریف) کو عام الفیل میں پیدا ہوئے''۔

علامہ ابنِ ہشام علیہ الرحمہ کے علاوہ علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی علیہ الرحمہ جو علم سیاستِ اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب الاحکام السلطانیہ آج بھی علم سیاست کے طلباء کے لئے بہترین ماخذ ہے۔ اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں:- لِاَنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ خَمْسِیْنَ یَوْمًا مِنَ الْفِیْلِ وَبَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ الثَّانِیْ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ [۸] ''واقعہ اصحابِ فیل کے پچاس روز بعد اور والدِ گرامی (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے بعد حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بروز پیر بارہ (۱۲) ربیع الاوّل (شریف) کو پیدا ہوئے''۔

سوال: کیا ان علماء نے ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے علاوہ کسی اور تاریخ کا بھی ذکر

---

[۶] تاریخ ابنِ خلدون جلد ۲ ص ۱۰۔ [۷] السیرۃ النبویہ ابنِ ہشام جلد ۱ ص ۱۷۱۔ [۸] اعلام النبوۃ ص ۱۹۲۔

کیا ہے؟

جواب: علوم قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارک اور فنِ تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے بارہ (۱۲) ربیع الاوّل شریف کو یوم میلادِ مصطفیٰ ﷺ تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ قول یہی ہے۔

سوال: مشہور مصری سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون کیا لکھتے ہیں؟

جواب: دورِ حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون جو جامعہ از ہر مصر کے کلیہ اصول الدین کے سربراہ رہے ہیں۔ اپنی کتاب محمد رسول اللہ (ﷺ) میں تحریر فرماتے ہیں:- وَقَدْ صَحَّ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ اَنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِاثْنَتَیْ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِيْلِ فِيْ زَمَنِ كِسْرٰی اَنُوْشِيْرَوَانَ وَيَقُوْلُ اَصْحٰبُ التَّوْفِيْقَاتِ التَّارِيْخِيَّةِ اَنَّ ذٰلِكَ يُوَافِقُ الْيَوْمَ الْمُكَمِّلَ لِلْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ اَغُسْطُسَ ۵۷۰ھ بَعْدَ مِيْلَادِ الْمَسِيْحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۹

''کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہوچکی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بروز دوشنبہ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل (شریف) عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہدِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے''۔

سوال: سنا ہے کہ اہل مکہ مکرمہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو آپ ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کے لئے جاتے تھے؟

جواب: علامہ محمد رضا علیہ الرحمہ جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھا ہے:- وُلِدَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ فَجْرِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ لِاثْنَتَیْ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عِشْرِيْنَ اَغُسْطُسَ

---

۹ محمد رسول اللہ جلد اص ۱۰۲۔

۵۷۱ء وَاَهْلُ مَكَّةَ يَزُوْرُوْنَ مَوْضِعَ مَوْلِدِهٖ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ ؎۱ "حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیر کے دن فجر کے وقت ربیع الاوّل (شریف) کی بارہ (۱۲) تاریخ کو بمطابق ۲۰ اگست ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ اہل مکہ مکرمہ سرکار کائنات ﷺ کے مقامِ ولادت کی زیارت کے لئے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں"۔

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ عَامَ الْفِيْلِ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ ؎۱۱ "امام ابن اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ مبارک پیر کے دن بارہ (۱۲) ربیع الاوّل (شریف) عام الفیل کو ہوئی"۔

سوال: سیرت کی مشہور کتاب عیون الاثر کے مصنف کیا لکھتے ہیں؟

جواب: امام الحافظ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبداللہ محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی اپنی سیرت کی کتاب عیون الاثر میں تحریر فرماتے ہیں:۔ وُلِدَ سَيِّدُنَا وَنَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِيْلِ قِيْلَ بَعْدَ الْفِيْلِ بِخَمْسِيْنَ يَوْمًا ؎۱۲ "ہمارے آقا اور ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیر کے روز بارہ (۱۲) ربیع الاوّل (شریف) کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کی ولادت ہوئی"۔

سوال: فنِ تقویم کے ماہر سیّد عبدالقدوس ہاشمی کیا لکھتے ہیں؟

جواب: سیّد عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فنِ تقویم میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویم تاریخی ہے ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخ ولادت بارہ (۱۲) ربیع الاوّل شریف ہے۔

سوال: اہلِ حدیث کے عالم نواب سیّد محمد صدیق حسن خان (بھوپالی) کیا لکھتے ہیں؟

جواب: اہلِ حدیث کے مشہور عالم نواب سیّد محمد صدیق حسن خان (بھوپالی) اپنی

؎۱ محمد رسول اللہ جلد ۲ ص ۱۹۔ ؎۱۱ الوفا ابن جوزی ص ۹۰۔ ؎۱۲ عیون الاثر جلد ۱ ص ۲۶۔

کتاب الشمامة العنبریه من مولد خیر البریه میں لکھتے ہیں کہ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقتِ طلوع فجر بروز پیر شب دوازدہم ربیع الاول (یعنی ۱۲ ربیع الاول) عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ ۱۳ے

سوال: دیوبند مکتبِ فکر کے مفتی محمد شفیع صاحب کیا لکھتے ہیں؟

جواب: دیوبند مکتبِ فکر کے مفتی محمد شفیع صاحب سیرت خاتم الانبیاء میں رقمطراز ہیں:۔ الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اُس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ ☆ روز دوشنبہ دُنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم اور اولادِ آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افزائے عالم ہوتے ہیں۔ ۱۴ے

سوال: برصغیر پاک وہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف پیر کا دن نہ تھا بلکہ پیر کا دن نو ربیع الاول شریف کو بنتا ہے۔ تو کیا نو تاریخ صحیح ہے؟

جواب: دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو محمود پاشا فلکی کے مقلدین ہیں ان کو محمود پاشا فلکی کے اصلی وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔ انہوں نے کیا تاریخ اور دن بتانا ہے۔

شبلی نعمانی صاحب اور قاضی سلیمان منصور پوری صاحب نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع صاحب نے اسے مکی لکھا ہے۔ حفیظ الرحمن

۱۳ے الشمامة العنبریہ من مولد خیر البریہ ص ۷۔ ☆ مگر مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے اور محمود پاشا مکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بناء پر کی جائے۔ (کذا فی المواھب) سیرت خاتم الانبیاء ص ۲۷ حاشیہ من وعن۔ ۱۴ے سیرت خاتم الانبیاء ص ۲۷ چھاپہ مکتبہ العلم ۱۸ اردو بازار لاہور۔

سید ہاروی صاحب نے اسے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔

پیر کرم شاہ صاحب ضیاء النبی ﷺ میں لکھتے ہیں: مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا۔ اس کو مولوی سیّد محی الدین خان جج ہائی کورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نولکشور پریس نے شائع کیا لیکن اَب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگرچہ علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات بھی کی ہیں لیکن صحابہ کرام ؓ تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے اُن پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔

پیر کرم شاہ صاحب اس سلسلہ میں لکھتے ہیں' غور طلب اَمر یہ ہے کہ سن ہجری کا اِستعمال امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق ؓ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۷ھ، ۱۲ جولائی ۶۳۸ء کو مملکتِ اسلامیہ میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ تو ملتا ہے لیکن اس سے پہلے کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔ عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اَوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ ۱۵

سوال: کیا محمود پاشا فلکی سے پہلے بھی کسی نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت شریف کا ذکر کیا ہے؟

جواب: محمود پاشا فلکی سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت شریف معلوم کرنے کی کوشش کی۔ حضرت علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اہل زیج کا

۱۵ ضیاء النبی ﷺ جلد ۲ ص ۳۹۔

اِس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاوّل شریف کو پیر کا دن تھا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی۔

سوال: ہمیں کن کی بات ماننا چاہیے؟

جواب: ہمیں سیرت نگاروں' محدثین' مفسرین' تابعین اور صحابہ کرام ﷡ کی بات ماننا چاہیے۔ مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مورخ یا ماہرِ فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل شریف تاریخ ولادت نہیں۔ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ حضور نبی کریم صاحب لولاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل شریف عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اِس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

خلاصہ کلام: علمائے کرام کے اِن اَقوال کے نقل کرنے کے بعد قارئین کرام کی خدمت میں مصر کے نابغۂ روزگار عالم جو علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اُن کا قول قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں حق کے متلاشی کے لئے اطمینان اور تسکین ہے۔ حضرت امام محمد ابوزہرہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سیرت پر لکھی ہوئی کتاب خاتم النبیین میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں: **اَلْجَمْهُوْرَةُ الْعُظْمٰى مِنْ عُلَمَآءِ الرِّوَايَةِ عَلٰى اَنَّ مَوْلِدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ مِنْ عَامِ الْفِيْلِ فِیْ لَيْلَةِ الثَّانِیْ عَشَرَ مِنْهُ** [۲۶] "علمائے روایت کی ایک عظیم کثیر جماعت اس بات پر متفق ہے کہ یوم میلاد عام الفیل ماہ ربیع الاوّل (شریف) کی بارہ (۱۲) تاریخ ہے"۔ اس کے بعد اُنہوں نے دوسرے اَقوال بھی ذکر کئے ہیں لیکن ان پر بایں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے:-

وَلَوْلَا اَنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ لَيْسَتْ هِیَ الْمَشْهُوْرَةُ لَاَخَذْنَا بِهَا وَلٰكِنْ عِلْمَ الرِّوَايَةِ لَايَدْخُلُ التَّرْجِيْحُ فِيْهِ بِالْعَقْلِ "کہ جمہور علماء کے قول کے مقابلے میں یہ روایتیں مشہور نہیں۔ نیز علم روایت میں ترجیح کا دارومدار

---

[۲۶] خاتم النبیین، امام محمد ابوزہرہ جلد اص ۱۱۵۔

عقل پر نہیں ہوتا بلکہ نقل پر ہوتا ہے"۔

سوال: برصغیر پاک وہند کے مشہور متفق شیخ الحدیث شیخ محقق علی الاطلاق برکت مصطفیٰ ﷺ فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوت میں تاریخ میلاد کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟

جواب: **بداں کہ جمہور اہل سیر وتواریخ برآنند کہ تولد آنحضرت ﷺ در عام الفیل بود بعد از چہل روز یا پنجاہ وپنج روز وایں قول اصح اقوال ست ومشہور آنست کہ در ربیع الاوّل بود وبعضے علماء دعوئ اتفاق بریں قول نمودہ ودوازدہم ربیع الاوّل بود۔** [۱۷] "خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر وتواریخ کی یہ رائے ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔ بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے"۔ یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔ (استفادہ از ضیاء النبی ﷺ)

بارہ ربیع الاوّل شریف ہی تاریخ ولادت ہے:

حضرت امام بیہقی، حضرت امام قسطلانی اور شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ کے اقوال حضرت امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب دلائل النبوت میں تحریر کرتے ہیں **وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ عَامَ الْفِیْلِ لِاثْنَتَیْ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً مَضَتْ مِنْ شَہْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ** [۱۸] "رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن عام الفیل میں ماہ ربیع الاوّل (شریف) کی بارہویں رات گزرنے پر ہوئی"۔

اسی طرح حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں، **وَالْمَشْہُوْرُ اَنَّہٗ ﷺ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَانِیْ عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ**

---

[۱۷] مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴ (فارسی)۔ [۱۸] دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۷۴ (دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)۔

وَعَلَيْهِ اَهْلُ مَكَّةَ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا وَفِيْ زِيَارَتِهِمْ مَوْضَعُ مَوْلِدِهٖ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ [۱۹] ''مشہور قول یہی ہے کہ پیر کے دن ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی اسی بات پر تمام اہل مکہ (مکرمہ) اگلے پچھلے متفق ہیں کہ وہ آج تک بارہ (۱۲) ربیع الاول (شریف) کو حضور (نبی کریم رؤف ورحیم) ﷺ کے مقام ولادت شریف کی زیارت (پاک) کرتے ہیں۔''

☆ چونکہ حضور (نبی کریم رؤف ورحیم) ﷺ کی ولادتِ باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی لہذا تاریخ ولادت شریفہ کے معاملہ میں انکی بات کو ترجیح دینا تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

☆ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوت میں سب سے پہلا قول نقل کیا ہے کہ ولادتِ نبوی ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل شریف کو ہوئی۔ بعض اور اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

''قول اوّل اشہر واکثر ست وعمل اہل مکہ بریں ست' در زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود'' [۲۰] اکثر اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہی ہے کہ آپ کی ولادتِ (باسعادت) بارہ ربیع الاوّل (شریف) کو ہوئی۔ اہل مکہ (مکرمہ) کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بارہ ربیع الاوّل (شریف) کی رات کو حضور (نبی کریم رؤف ورحیم) ﷺ کی جائے ولادت (شریفہ) کی زیارت کرتے ہیں اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں۔

مجدد دین وملت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر ۲۶ صفحہ نمبر ۴۱۱ میں لکھا ہے۔

علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ اور فاضل زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اَلْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِيْ عَشَرَ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ اِمَامِ الْمَغَازِيْ

---

[۱۹] زرقانی علی المواہب جلد ا ص ۱۳۲۔ [۲۰] مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴۔

وَغَیرِہٖ ۲۱؎ ''مشہور یہ ہے کہ حضور انور ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل بروز پیر پیدا ہوئے حضرت امام المغازی محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ وغیرہ کا یہی قول ہے''۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ فِیْ اَیَّامِ السُّنَّۃِ میں لکھتے ہیں:۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت با سعادت کے سال میں اختلاف ہے اکثر علماء عام الفیل کہتے ہیں اور یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے اور بعض علماء اس کو متفق علیہ بتاتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے اور یہی مذہب سہیلی اور اُن کی جماعت کا ہے۔ ولادت باسعادت کا مہینہ ربیع الاوّل شریف ہی مشہور ہے۔ یہی قول جمہور علماء کا ہے اور حضرت ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اسے متفق علیہ نقل کیا ہے۔ ربیع الاوّل شریف کے کسی پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ بارھویں تاریخ ہے اور یہی مشہور ہے۔ اسی پر اہلِ مکہ کا عمل ہے اسی تاریخ کو وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جائے ولادت شریف کی زیارت کرتے۔ حضرت طیبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ بارہ ربیع الاوّل شریف کو پیر کے دن پیدا ہوئے انتہیٰ۔

وفات النبی ﷺ:

۶۳ سال کی عمر مبارک میں ۲۳ سالہ دورِ تبلیغ اُس دن مکمل ہوا جس دن میں آپ ﷺ نے اس دارِ فانی سے پردہ فرمایا۔ آپ ﷺ کا وصالِ مبارک پیر کے دن ہوا۔ ۲۲؎ اس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ اپنی صحیح سندوں کے ساتھ اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سعد، حضرت عروہ، حضرت ابن مسیب، حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہم کو راوی بتاتے ہیں۔

۲۱؎ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنہ دار المعرفہ بیروت جلد ۱ ص ۱۳۲۔ ۲۲؎ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۲۳۹۔

وصالِ پاک کے بارے میں مختلف روایات

(۱)وصالِ پاک کی تاریخ پہلی ربیع الاوّل شریف:

قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْفَضْلُ ابْنُ دُکَیْنٍ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ مُسْتَهَلَّ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اِحْدٰی عَشْرَةَ مِنْ مُّقْدَمِهِ الْمَدِیْنَةَ ۲۳ ''حضرت ابو نعیم فضل بن دکین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ۱۱ھ کو بروز پیر ربیع الاوّل (شریف) کا چاند چڑھتے ہوئے وصال فرمایا''۔ یعنی ربیع الاوّل شریف کی ایک تاریخ تھی۔

قَالَ یَعْقُوْبُ ابْنُ سُفْیَانَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ بُکَیْرٍ عَنِ اللَّیْثِ اَنَّهٗ قَالَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لَیْلَةً خَلَتْ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ ۲۴ ''حضرت یعقوب بن سفیان علیہ الرحمہ نے حضرت یحییٰ بن بکیر علیہ الرحمہ سے روایت کیا انہوں نے حضرت لیث علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پیر کے روز وفات شریف پائی جبکہ ربیع الاوّل (شریف) کی پہلی رات گزر چکی تھی''۔

(۲)وصالِ پاک کی تاریخ دو ربیع الاوّل شریف:

(i) کتاب المغازی میں سلیمان بن طرخان التمیمی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرِضَ لِاثْنَتَیْنِ وَ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً مِّنْ صَفَرٍ وَبَدَاَهٗ وَجْعُهٗ عِنْدَ وَلِیْدَةٍ لَهٗ یُقَالُ لَهَا رَیْحَانَةُ کَانَتْ مِنْ سَبْیِ الْیَهُوْدِ وَکَانَ اَوَّلُ یَوْمِ مَرَضٍ یَوْمَ السَّبْتِ وَکَانَتْ وَفَاتُهٗ علیہ السلام یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِلَیْلَتَیْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ لِتَمَامِ عَشَرِ سِنِیْنَ مِنْ مُّقْدَمِهِ الْمَدِیْنَةَ ۲۵ ''رسول اللہ ﷺ ۲۲ صفر المظفر کی رات کو

۲۳ البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۲' ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام شمارہ فروری ۲۰۱۲ ص ۲۱۔
۲۴ البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۲۔ ۲۵ البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۲۔

صاحبِ فراش ہوئے اور آپ ﷺ کی تکلیف کا آغاز آپ ﷺ کی لونڈی کے پاس ہوا' جسے ریحانہ کہا جاتا تھا۔ جو یہودی قیدیوں میں سے تھیں اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہفتہ کے روز بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی جبکہ ماہ ربیع الاوّل (شریف) کی دو راتیں گزر چکی تھیں اور آپ ﷺ کو مدینہ منورہ آئے ہوئے پورے دس سال ہو چکے تھے"۔

(ii) حضرت واقدی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو معشر علیہ الرحمہ نے بحوالہ حضرت محمد بن قیس علیہ الرحمہ ہم سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں:- **اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ لِاِحْدٰى عَشْرَةَ لَيْلَةً بَقِيَتْ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ اِحْدٰى عَشْرَةَ فِيْ بَيْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ شَكْوٰى شَدِيْدَةً فَاجْتَمَعَ عِنْدَهٗ نِسَآؤُهٗ كُلُّهُنَّ فَاشْتَكٰى ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَّ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اِحْدٰى عَشْرَةَ** [۲۶] "رسول اللہ ﷺ بدھ کے روز جبکہ ۱۱ھ کے صفر المظفر کی گیارہ راتیں باقی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر میں شدید علیل ہو گئے اور آپ ﷺ کے پاس تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جمع ہو گئیں اور آپ ﷺ تیرہ (۱۳) دن علیل رہے اور پیر کے دن جبکہ ۱۱ھ ربیع الاوّل (شریف) کی دو راتیں گزر چکی تھیں آپ ﷺ نے وصال فرمایا"۔

(۳) وصال پاک کی تاریخ ۱۰ ربیع الاوّل شریف:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: **لَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ارْتَحَلَ فَاَتَى الْمَدِيْنَةَ فَاَقَامَ بِهَا بَقِيَّةَ ذِي الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَصَفَرٍ وَمَاتَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ** [۲۷] "جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمالیا تو آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور وہاں ذی الحجہ کا بقیہ مہینہ' محرم الحرام اور صفر

---

[۲۶] البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۴۔ [۲۷] البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۴۔

المظفر گزر گیا اور ۱۰ ربیع الاوّل (شریف) کو پیر کے دن وفات پائی"۔

(۴) وصالِ پاک کی تاریخ ۱۱ ربیع الاوّل شریف:

تاریخ طبری جلد ۲ ص ۸۸ میں ہے۔ بُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَجْعَہٗ لِلَیْلَتَیْنِ بَقِیَتَا مِنْ صَفَرٍ ۲۸؎ "جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا اُس وقت صفر المظفر کی دو راتیں باقی رہتی تھیں"۔

یہ سارے احباب اس بات کے قائل ہیں کہ صفر کے مہینے کے آخری دو دن باقی تھے کہ سرکارِ کائنات ﷺ علیل ہوئے اور کل ۱۳ ایام آپ ﷺ بیمار رہے۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کی وفات شریف ۱۱ ربیع الاوّل شریف کو بنتی ہے۔

امام مسلم کی صحیح روایت پیشِ نظر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال پیر کے روز ہوا۔

(۵) بارہ ربیع الاوّل شریف ۱۱ھ کو پیر کا دن نہیں تھا:

حضرت ابو القاسم سہیلی علیہ الرحمہ الروض میں بیان کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے: لَا یُتَصَوَّرُ وُقُوْعُ وَفَاتِہٖ علیہ السلام یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَانِیَ عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ مِنْ سَنَۃِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ وَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَفَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَکَانَ اَوَّلُ ذِی الْحَجَّۃِ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَعَلٰی تَقْدِیْرِ اَنْ تَحْسَبَ الشُّھُوْرَ تَامَّۃً اَوْ نَاقِصَۃً اَوْ بَعْضُھَا تَامٌّ وَّبَعْضُھَا نَاقِصٌ لَا یُتَصَوَّرُ اَنْ یَّکُوْنَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَانِیَ عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ ۲۹؎ "۱۲ ربیع الاوّل (شریف) ۱۱ھ کو پیر کے دن رسول اللّٰہ ﷺ کی وفاتِ پاک کا وقوع متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ۱۰ھ کے حجۃ الوداع میں جمعۃ المبارک کے روز وقوف فرمایا اور یکم ذوالحجہ جمعرات کو

۲۸؎ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۶۱ عربی مترجم جلد ۲ ص ۲۰۵، الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ ص ۳۱۷، مدارج النبوت مترجم جلد ۲ ص ۷۰۴۔ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد ۲ ص ۱۱۶۔ جوامع السیر لابن حزم ص ۲۶۳۔ ۲۹؎ البدایۃ والنہایۃ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۳۔

تھی پس اس لحاظ سے مہینوں کو مکمل یا ناقص یا بعض کو مکمل اور بعض کو ناقص ؎۳۰ شمار کیا جائے تو یہ متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ پیر کا دن ۱۲ ربیع الاول (شریف) کو ہو"۔

منظور احمد نعمانی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

وفات اور مرضِ وفات:

صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے رسول اللہ ﷺ کے فضائل اور ولادت باسعادت اور بعثت و آغاز وحی اور آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے ابواب کے سلسلہ کو باب وفات پر ختم کیا ہے جس میں حضور ﷺ کے وفات اور مرضِ وفات سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں اسی کی پیروی کرتے ہوئے یہاں بھی آپ ﷺ کی وفات اور مرضِ وفات سے متعلق چند حدیثوں کے ذکر پر اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

پہلے یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے وفات کے بارے میں تو محدثین اور اہل سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ ۱۱ ہجری ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ (یعنی پیر) کا دن تھا۔ لیکن تاریخ کے بارے میں تاریخ ولادت ہی کی طرح روایات اور اقوال مختلف ہیں، جہاں تک اپنا مطالعہ ہے، حدیث کی کسی کتاب میں کوئی روایت نہیں ہے جس میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تاریخ وفات کا ذکر کیا گیا ہو، تاریخ اور سیر کی کتابوں میں تین تاریخوں کی روایات ذکر کی گئی ہیں، ربیع الاول کی پہلی، دوسری اور بارہویں اور تاریخ ولادت کی طرح وفات کی تاریخ بھی بارہویں ہی زیادہ مشہور ہے لیکن بعض محققین نے لکھا ہے کہ تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بات مسلم اور صحیح ترین روایات سے ثابت ہے کہ وفات سے قریباً پونے تین مہینے پہلے آپ ﷺ نے جو حج کیا (حجۃ الوداع) تو ۹ ذی الحجہ کو جمعہ کا دن تھا۔ اور یہ بھی مسلم اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وفات دوشنبہ کے دن ہوئی تو ۹ ذی الحجہ کو جمعہ ہونے کی صورت میں ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن کسی طرح نہیں

؎۳۰ مکمل سے مراد تیس (۳۰) اور ناقص سے مراد انتیس (۲۹) دن۔

کلام سے میری مدح نہ کرو۔ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح کی۔

۱۔ اُن کو الٰہ کہا۔

۲۔ اُنہیں تیسرا خدا کہا۔

۳۔ اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا کہنے لگے۔

جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں یہ غلو یا مبالغہ تھا۔ سرکار کائنات ﷺ تواضع پسند ہوئے ہیں۔

سرورِ کائنات ﷺ نے ایسی تعریف کو باطل اور حرام قرار دیا ہے۔

حضرت علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

۱۔ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ

(۱)۔ وہ مدح چھوڑو جو عیسائیوں نے اپنے نبی (علیہ السلام) کی شان میں کہی (کہ اُنہیں ابن اللہ کہہ دیا) اور اس کے سوا جو کچھ مدح میں کہنا چاہو، حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہو۔

۲۔ وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

(۲)۔ آپ ﷺ کی ذات کی طرف جو تعظیم و شرافت چاہے نسبت کرو۔ اور آپ ﷺ کے مرتبہ کی طرف جو بھی چاہے عظمتوں کی نسبت کرو۔

۳۔ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللهِ لَیْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

(۳)۔ کیونکہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے فضائل کی کوئی حد نہیں، جو الفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے۔

سرکارِ کائنات ﷺ کو تمام کمالات، عظیم درجات اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔

ہو سکتا۔ ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینوں کو خواہ ۳۰، ۳۰ دن کا فرض کیا جائے یا ۲۹، ۲۹ دن کا یا بعض کو ۲۹ اور بعض کو ۳۰ دن کا مانا جائے۔ (جو بہت مستبعد ہے اور جس کا امکان بہت کم ہے) تو ربیع الاوّل کو پہلے دوشنبہ کو ۲ تاریخ ہوگی اور اگر ایک مہینہ کو ۲۹ دن کا اور دو مہینوں کو ۳۰، ۳۰ دن کا مانا جائے (جو بکثرت ہوتا ہے) تو ربیع الاوّل کے پہلے دوشنبہ کو یکم تاریخ ہوگی۔ ان سب حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیادہ قرین قیاس یکم ربیع الاول والی روایت ہے۔۔۔ واللہ اعلم ۳۱ ے

اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور وفات آپ کی شروع ربیع الاوّل سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوالِ آفتاب ہوئی۔ اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاوّل دوشنبہ کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ''۔ ۳۲ ے

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۶ ص ۴۱۸ میں رقم طراز ہیں۔

جب ذی الحجہ ۱۰ ہجری کی ۲۹ تاریخ روز پنج شنبہ (جمعرات) تھی تو ربیع الاوّل شریف ۱۱ ہجری کی ۱۲ تاریخ کسی طرح بھی روز دوشنبہ (پیر) نہیں آتا۔

غور فرمائیں۔

اگر ذی الحجہ محرم الحرام اور صفر المظفر تینوں مہینے ۳۰۔۳۰ کے کیے جائیں تو یکم ربیع الاوّل شریف روز چہار شنبہ (بدھ) کو ہوئی اور پیر کی چھ اور تیرہ ربیع الاوّل شریف آئی اور اگر تینوں ۲۹۔۲۹ کے لیں تو یکم ربیع الاوّل شریف روز یک شنبہ (یعنی اتوار) ہوتا ہے اور پیر کی دوسری اور نویں تاریخ آتی ہے۔ اور اُن میں کوئی ایک ناقص اور دو کامل لیں تو پہلی سہ شنبہ (منگل) کی ہوتی ہے اور پیر ساتویں

۳۱ ے معارف الحدیث جلد ۸ ص ۱۶۱۔ ۳۲ ے نشر الطیب ص ۱۹۲۔

اور چودھویں ربیع الاوّل شریف کو آتا ہے اور اگر ایک کامل اور دو ناقص لیں تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں اور پندرھویں ہوتی ہے۔

غرض ۱۲ تاریخ ربیع الاوّل شریف میں کسی حساب سے پیر والے دن نہیں آتی اور ان چار صورتوں کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی بھی صورت میں آپ کا وصال پاک ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو ثابت نہیں ہوتا۔

اگر ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل شریف ہے تو ہمیں پھر بھی شریعت نے نعمت الٰہی کا چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ:۱۱) ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''۔ (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی سب سے بڑی نعمت ہیں)۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ (ابراہیم:۲۸) ''کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نعمت، ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اُتارا''۔ اس میں نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ دیکھیں:۔

بخاری جلد۲ص ۵۶۶۔ فتح الباری جلد ۷ص ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ عمدۃ القاری جلد۹ص ۹۲۔ تیسیر الباری جلد ۵ص ۲۵۱۔ تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۳۸،۳۷۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرماتا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ..... (یونس:۵۸) ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) ہی کا فضل اور اُسی کی رحمت ہے اور چاہئے کہ اس پر خوشی کریں۔''

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا فضل اور رحمت ہیں۔ لہٰذا ربیع الاوّل شریف میں خصوصی اہتمام کے ساتھ

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا اور رمضان المبارک کے مہینہ میں نزولِ قرآنِ مجید کا جشن منانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

کتنا عجیب واقعہ ہے کہ بعض لوگ جشنِ نزولِ قرآنِ مجید تو مناتے ہیں مگر صاحبِ قرآن، امام المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جن کی برکت سے قرآنِ مجید ملا، اُن کی ولادتِ باسعادت پر خوشی کے اظہار پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ۱۲ ربیع الاول شریف کو روزِ ماتم نہ کیا جائے بلکہ روزِ سرورِ ولادت شریف کیا جائے۔

صدمہ پر صبر کا حکم ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ....وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (البقرۃ:۱۵۵تا۱۵۷) ”اور خوشخبری سنائیں اُن صبر والوں کو کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے مال ہیں ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب (ذوالجلال والاکرام) کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں“۔

اِسلام میں بنیادی صدمہ اور سوگ:

اِسلام میں بنیادی طور پر صدمہ اور سوگ تین دن کے لئے ہے اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہوتا ہے۔ ساری عمر سوگ اور صدمہ نہیں ہوتا۔ اُن لوگوں سے سوال ہے جو ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے آنے پر سوگ وصدمہ کی تلقین کرتے ہیں وہ بحوالہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ بتائیں کہ اِسلام میں سوگ اور صدمہ کتنے دن ہوتا ہے۔

قارئین کرام کی معلومات کے لئے عرض ہے:-

(۱) اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ

تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ ۳۳؎ ''کسی عورت کو جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے (یعنی دوسرے عزیزوں پر) سوائے شوہر کے (اُس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے)''۔

(۲) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُوْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا ۳۴؎ ''جو عورت اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ) اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے' اُس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' سوائے اپنے خاوند کے کہ اُس پر چار ماہ دس دن سوگ ہے''۔

(۳) اسی طرح اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔ لَا تُحِدُّ امْرَاَۃٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا ۳۵؎ ''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے مگر شوہر پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے''۔

جن کے شوہر مر جائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ

۳۳؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۰۸۵۔ ۳۴؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۰۸۶' ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۶۔۱۱۹۵' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵' نصب الرایۃ جلد ۳ ص ۲۶۰۔۲۶۱' تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۲۳۹' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۴۴۰ (راویہ ام المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)' الترغیب والترھیب جلد ۴ ص ۳۵۵' بخاری حدیث نمبر ۵۳۳۴' مسلم حدیث نمبر ۱۴۸۶' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۹۹' نسائی حدیث نمبر ۳۵۳۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۳۳۰' مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۵۲۔ ۳۵؎ بخاری حدیث نمبر ۵۳۴۱' مسلم حدیث نمبر ۹۳۸/۶۶' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۰۲' مسند احمد جلد ۵ ص ۸۵' تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۲۳۸' نسائی حدیث نمبر ۳۵۳۶' مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۵۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۳۳۱' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۸۳۔

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (البقرۃ:۲۳۴) ''اور وہ جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہو جائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے''۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب آیت مبارکہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت بی بی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا: نُعِيَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ ''مجھے دُنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی''۔ وہ روئیں تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ ''مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی''۔ آپ ہنس پڑیں۔ انہیں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دیکھا' وہ بولیں: اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) ہم نے تمہیں دیکھا کہ پہلے تم روئیں پھر ہنس پڑیں' آپ نے فرمایا' مجھے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں دُنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت روؤ کیونکہ تم میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنس پڑی اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اور یمن والے آئے اور وہ دلوں کے نرم ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی۔ ۳۶

۳۶۔ مشکوٰۃ ص ۵۳۹ حدیث نمبر ۵۹۶۹' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۱۹' داری جلد ۱ ص ۳۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۲۳۵۔

سیدۃ النسآ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت:

خاتونِ جنت سیدۃ النسآ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد میری ہمشیرہ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی حضرت سیّدہ اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لینا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت سیّدہ اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ [۳۷]

کیا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت سیّدۃ النسآء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ میں آپ کے وصال کے بعد شادی نہیں کروں گا؟ کیونکہ میں صدمے سے ہوں گا اور ساری عمر سوگ کروں گا۔ کسی قسم کی خوشی کی تقریب میں شرکت نہیں کروں گا؟ بلکہ آپ نے حضرت سیّدۃ النسآء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ایک کیا یکے بعد دیگرے آٹھ شادیاں کیں۔ لیکن ایک وقت میں صرف چار (۴) ازواج ہی رہیں۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ولادت' وفات اور قیامت کے دِن سلام:

سورۂ مریم کی آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم' حضرت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے ارشادِ عظیم فرماتا ہے: وَ سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۝ [۳۸] "اور سلام ہے اُس پر (یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام) پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور (سلام ہے اُس پر) جس دن وہ فوت ہوں گے اور (سلام ہے اُس پر) جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں گے"۔

اسی طرح حضرت سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ذکرِ خیر میں ارشادِ مبارک ہے: وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۝ [۳۹]

[۳۷] رحمۃ للعالمین جلد ۲ ص ۱۰۲ چھاپ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور۔ [۳۸] سورۂ مریم: ۱۵۔ [۳۹] سورۂ مریم: ۳۳۔

''اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور (سلام ہو مجھ پر) جس دن میں فوت ہوں گا اور (سلام ہو مجھ پر) جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا''۔

محولہ بالا آیاتِ مقدسہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے انبیاء کرام علیہم السلام پر ولادت' وفات اور قیامت کے دن اُٹھائے جانے کے وقت سلام ہے۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کے وصال کے دِن کیا کرنا چاہیے؟

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِیْهِ قُبِضَ وَ فِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ [۴۰] ''تمہارے بہترین دِنوں میں سب سے بہتر دن جمعۃ المبارک ہے' اس میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی تخلیق ہوئی' اسی (دن) میں وفات دیئے گئے' اسی دن میں صور پھونکنا ہے اور اسی میں بے ہوشی ہے۔ لہٰذا اس دن میں مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھو۔ کیونکہ تمہارے دُرود شریف مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمارے دُرود شریف آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوں گے؟ آپ ﷺ تو رمیم ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ (جل جلالہ) نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السّلام کے (مقدس مبارک) جسم حرام کر دیئے ہیں''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کی وِلادت کی خوش خبری کا بیان:

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں (حضرت) یحییٰ

---

[۴۰] ابو داؤد حدیث نمبر ۱۰۴۷' نسائی حدیث نمبر ۱۳۷۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۷۴' مسند احمد جلد ۴ ص ۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۱' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۸۔

علیہ السلام '۴۱ (حضرت) اسحاق علیہ السلام ' (حضرت) یعقوب علیہ السلام '۴۲
حضرت اسماعیل علیہ السلام ۴۳ کی ولادت با سعادت کی خوش خبریاں بیان فرمائی ہیں۔
حالانکہ جب قرآن مجید نازل ہوا تھا اُس وقت یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام وصال فرما چکے تھے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام نے باوجود اس کے کہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام وصال فرما چکے تھے ان کی ولادت کی خوشی کی خبریں ارشاد فرمائی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَا يُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ يُّرْزَقُ** ۴۴ "جمعۃ (المبارک) کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود (شریف) پڑھا کرو۔ یہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص مجھ پر دُرود (شریف) بھیجتا ہے تو اُس کا دُرود (شریف) مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اُس سے فارغ ہو جائے۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا وصال کے بعد بھی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: وصال کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (عزوجل) نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء (کرام علیہم السلام) کے (مقدس) جسموں کو کھائے۔ پس اللہ (عزوجل) کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں' وہ رزق دیے جاتے ہیں"۔

میلادُ النبی ﷺ کی خوشی میں کھانا پکانا:

سوال: عید میلادُ النبی ﷺ کے دن اکثر لوگ دیگیں پکاتے ہیں اور اس نیاز کو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نیاز کا نام دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

۴۱ آل عمران: ۳۹۔ ۴۲ ھود: ۷۱۔ ۴۳ والصّٰفّٰت: ۱۰۱۔ ۴۴ ابن ماجہ ص ۱۱۹ حدیث نمبر ۱۶۳۷' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۱۳' جلاء الافہام ص ۳۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۶۔

جواب: جو لوگ عید میلاد النبی ﷺ کے دن دیگیں پکاتے ہیں اور لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیدا ہوئے تھے تو اس خوشی میں یہ اہتمام کرتے ہیں یہ ہر حال میں جائز ہے بلکہ خوب بڑھ چڑھ کر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ عمل پسند ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔ خوشی میں کھانا کھلانا ویسے بھی سنّت اور جائز ہے۔ رہا یہ کہنا کہ یہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نیاز ہے تو اس سلسلہ میں گذارش ہے اس نیاز سے مراد نذرانہ ہے اور نذرانہ وہیں پیش کیا جاتا ہے' جہاں محبت ہوتی ہے۔

سوال: کیا یہ نیاز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ جاتی ہے جبکہ دیکھنے میں اور تجربہ میں بات آئی ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ جو دیگیں وغیرہ پکائی جاتی ہیں وہ تو سب کچھ لوگ کھا جاتے ہیں؟

جواب: یہ درست ہے۔ آپ ﷺ تک بطور ہدیہ اور تحفہ پہنچتا ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید سے لی جاسکتی ہے۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ... (الحج: ۳۷)۔ "اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کو ہرگز (قربانی کے جانوروں کا) گوشت اور خون نہیں پہنچتا، ہاں! تمہاری پرہیزگاری اُس تک باریاب ہوتی ہے"۔ سب کچھ تو لوگ کھا جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ اقدس میں دل کا خلوص اور تقویٰ قبول ہوتا ہے۔

ہاں! البتہ کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ جل جلالہ نے قلب سلیم اور نور ایمان سے مزین فرمایا ہے۔

آیئے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ دُرُّالثَّمِیْنِ فِیْ مُبَشِّرَاتِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ ﷺ اس میں نقل فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبر ا:

اَلْحَدِیْثُ الثَّانِیْ وَالْعِشْرُوْنَ اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدِ قَالَ كُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ

سَنَةً مِّنَ السِّنِيْنَ شَيْئً اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمِّصًا مُقَلِّيًا فَقَسَّمْتُهٗ بَيْنَ النَّاسِ فَرَاَيْتُهٗ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمِّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا ۵ [۲۵] ''میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی۔ فرمایا کہ میں میلاد پاک کی خوشی میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے، وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ہشاش بشاش ہیں''۔

واقعہ نمبر۲:

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ ملک زین الدین وزیرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان اُو از خدمت گاراں وغیرھم ھمہ نصف شب آخر برای تہجد برمی خاستند وتا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست وزبان کاری شد از جہت مشغولی اَوراد ونوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بروحِ مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ خواندہ می دمیدند [۲۶] ''اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھنے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی روح پرفتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

دوسری روایت:

حضرت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جن کا نام

---

[۲۵] مترجم ص ۴۰، (چھاپہ سنی دارالاشاعت علویہ ڈ چکوٹ روڈ فیصل آباد)۔ [۲۶] اخبار الاخیار ص ۲۲۷ فارسی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا روایت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کو اٹھتے بیٹھتے ''عبد'' یا ''عبدہ'' ہی کہتے رہو۔ وہ تو آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں بات فرمائی ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا وغیرہ کہتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، میں تو اُس کا بندہ ہوں۔ اَب اِس روایت میں غور فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ (مسجد نبوی شریف میں) بیٹھے ہوئے تھے، پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے، حتیٰ کہ (پسِ پردہ) اُن حضرات کے قریب ہو گئے تو اُنہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا، اُن میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا ''خلیل'' بنایا۔ دوسرے صاحب بولے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''کلام'' فرمایا: ایک اور صاحب بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ''کلمہ اور روح'' ہیں۔ ایک صاحب کہنے لگے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''برگزیدہ'' فرمایا۔ تب نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے (یعنی پہلے قریب ہونا خفیہ تھا، اب ظاہری طور پر سامنے آگئے) اور آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذَالِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذَالِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ آدَمُ وَدُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ ۲۶

۲۶ دارمی جلد ۱ ص ۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۶، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، درمنثور جلد ۲ ص ۲۳۰، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۱۹۶۷، البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۷۰۔۱۶۹۔

فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ (روایت کیا اس کو بیہقی نے کذافی المواہب) ۴۷

چوتھی روایت:

اور منجملہ آپ کے عجائب ولادت کے واقعات روایت کئے گئے ہیں۔ کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ جانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر پڑنا۔ اور بحیرہ طبریہ کا دفعۃً خشک ہو جانا اور فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے اور ابو نعیم نے اور خرائطی نے ہواتف میں اور ابن عساکر نے۔ (کذافی المواہب) ۴۸

ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت کی (خوشی میں) آپ ﷺ کے چچا نے اپنی لونڈی حضرت ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کیا۔ ۴۹

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر شیطان لعین رویا:

حضرت سہیلی علیہ الرحمہ حضرت بقی بن مخلد علیہ الرحمہ کی تفسیر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ شیطان لعین چار بار بلند آواز سے رویا۔ (۱) جب ملعون قرار دیا گیا۔ (۲) جب زمین پر پھینکا گیا۔ (۳) جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پیدا ہوئے۔ (۴) جب سورۃ الفاتحہ شریف نازل ہوئی۔ ۵۰

۴۷ نشر الطیب ص ۲۰ متن وعن از اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی (چھاپہ اسلامی کتاب خانہ اردو بازار لاہور)۔ ۴۸ نشر الطیب ص ۲۱۔ ۴۹ بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱ فتح الباری جلد ۹ ص ۱۴۷ عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۳ '۹۵ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۷۔ ۵۵۔ ۵۰ البدایۃ والنہایۃ عربی جز ۱ جلد ۲ ص ۱۷۲ دار الحدیث القاہرۃ تاریخ ابن کثیر اردو جلد ۱ جز ۲ ص ۵۷۰ نفیس اکیڈمی کراچی درمنثور جلد ۱ جز ۱ ص ۱۷ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۳۲۰۔

میلاد النبی ﷺ کے پروگراموں سے ناراض حضرات بتائیں

کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ۶۳ سالہ مبارک زندگی میں' آپ ﷺ کے وصال کے بعد ۳۰ سالہ دورۂ خلفائے راشدین میں ۔ ۱۱۵ ہجری تک صحابہ کرام ؓ کے دور میں ۔ پھر ان کے شاگردوں اور تابعین نے ۲۲۰ ہجری تک ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر سال جشنِ نزولِ قرآن کے جلسے کئے؟ کیا ہر سال ختم بخاری' تکمیل بخاری' تقریب بخاری' اختتام بخاری کے پروگرام کروائے؟ اہلحدیث کانفرنسیں کروائیں؟ جشن صد سالہ دیو بند منعقد کیا؟ کسی اسلامی تقریب میں ہندو' کافر' مشرک' یہودی' عیسائی' بت پرست کی صدارت کروائی؟ جیسے صد سالہ جشن دیو بند میں اندرا گاندھی ہندنی کی صدارت میں منایا گیا' پھر ہندنی کا دیا ہوا کھانا بھی کھایا۔ کیا ہر جمعۃ المبارک کے لئے اشتہار شائع کئے؟ کیا بین الاقوامی قرأت کانفرنسیں کیں؟ کیا صوبائی اور قومی سیرت کانفرنسیں کیں؟ کیا کسی صحابی کے آزاد ہونے پر منوں ٹنوں مٹھائی تقسیم فرمائی جیسے لشکرِ طیبہ اور جماعت الدعوۃ کے امیر صاحب کی رہائی پر منوں ٹنوں مٹھائی تقسیم کی گئی؟ جب سوات میں صوفی محمد صاحب نے نفاذِ شریعت بل پر سابقہ صدر محمد آصف علی زرداری سے دستخط کروائے تو نفاذِ شریعت کی خوشی میں جشن کے طور پر بہت بڑا جلوس نکالا۔ ٹھیک ہے خوشی کا اظہار کرنے کے لئے جلوس نکالنا بُری بات نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ پورے ملک میں شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ہو جائے۔ آمین! لیکن بتائیں اگر نفاذِ شریعت بل کی کامیابی پر جلوس نکالنے پر کوئی شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں تو صاحبِ شریعت ﷺ کے آنے پر جشن منانے پر شرک و بدعت کا فتویٰ کیوں؟ کیا آپ ﷺ کے آنے کی خوشی نہیں ہے؟ کیا صحابہ کرام ؓ وفاعِ مکہ مکرمہ یا دفاعِ مدینہ منورہ کی کانفرنسیں کیں؟ جیسے آج کل دفاعِ پاکستان کانفرنسیں ہورہی ہیں۔ کیا آپ ﷺ نے یا صحابہ کرام ؓ نے یا تابعین نے یا تبع تابعین

نے یا چودہ صدیوں تک مسلمانوں نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے گستاخوں کے خلاف جلوس نکالے؟ جیسے آج کل جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ کیا سیرت النبی ﷺ کی کانفرنسیں کیں؟ کیا کسی اجتماع کے اختتام پر شرکائے اجتماع نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اور ہاتھ بلند کر کے اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کیا؟ جیسے آج کل مختلف مکاتب فکر کے لوگ جلسوں کے اختتام پر کرتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا قرون ثلاثہ کے لوگوں نے کسی کے مرنے' شہید ہونے یا پھانسی چڑھنے پر احتجاجی جلوس نکالے اور مظاہرے کئے؟ قرآنِ مجید اور سُنّت مبارکہ سے ثابت کریں۔

کیا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین یا قرونِ ثلاثہ کے علمائے کرام نے صحاح ستہ یعنی بخاری شریف' مسلم شریف' ترمذی شریف' ابن ماجہ شریف' نسائی شریف اور ابو داؤد شریف کا اُصول مرتب کیا؟ کیا یہ فرمایا کہ جو حدیث شریف بخاری شریف میں ہو وہ ہی ماننا' مسند احمد' مصنف ابن ابی شیبہ' مصنف عبدالرزاق' مؤطا امام مالک' مؤطا امام محمد میں رقم شدہ اَحادیثِ مبارکہ کو نہ ماننا؟

کیا کسی حدیث مبارک میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا اِرشادِ پاک ہے کہ میری ولادتِ باسعادت کے دن کے موقع پر خوشی کا اِظہار نہ کرنا؟ کیا قرآنِ مجید یا حدیثِ پاک میں کوئی ایسا اِرشادِ مبارک ہے جس میں کلمہ پڑھنے والوں کو یہ حکم دیا گیا ہو کہ جو ہستی جس دن پیدا ہو اور اُسی دن وصال کر جائے تو ہر سال کے بعد خوشی کی بجائے ماتم کرنا یا بین کیا کرنا یا صدمے کا اِظہار کرنا؟ اسلام میں کسی ہستی کے وصال کے بعد سوگ کی مدت کب تک ہے؟ کیا چودہ سو سال تک سوگ چلتا ہے؟ اگر چودہ سو سال تک سوگ چلتا ہے تو خوشی کے اِظہار کی مخالفت کرنے والے بتائیں اُنہوں نے اپنی شادیاں کیوں کیں؟ اپنے بچوں اور بچیوں کی شادیاں کیوں کیں؟ خوشی کی محافل میں شامل کیوں ہوئے؟ ساری عمر سوگ میں کیوں نہیں گزاری؟

☆☆☆